بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والعصر ۝ إن الإنسان لفی خسر ۝

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ

العصر

پشاور پاکستان

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمٰن

رجب المرجب ۱۴۱۶ھ دسمبر ۱۹۹۵ء

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ ○ پشاور

العصر اور آپ کی ذمہ داری؟

• جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لئے اپنا چندہ مبلغ ۶۰/- (ساٹھ روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر ماہنامہ "العصر" کو بھیج دیں۔ تاکہ اس کمر توڑ مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے "العصر" اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زر تعاون موصول نہ ہونے پر وی۔ پی بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

• ادارہ "العصر" کے نمائندگان حضرات

• مولانا فصیح الرحمٰن کراچی
• خان بادشاہ چراٹ سیمنٹ فیکٹری
• مولانا ظہیر الدین۔ راولپنڈی
• حاجی غنی الرحمٰن۔ مردان
• مفتی محمد جمیل۔ سوات
• ضیاء الرحمٰن۔ جہانگیرہ۔ صوابی
• مفتی ارشاد احمد مرغز۔ ٹوپی
• لیاقت علی کالونی سرحد ملز امان گڑھ
• مولانا خلیل اللہ حقانی الائی بٹگرام
• مولانا محمد رحمٰن۔ ٹل کرم ایجنسی۔
• قاری محمد سلیمان [illegible]
• حمید خان و ظاہر شاہ۔ پی۔ ٹی سی اکوڑہ خٹک
• مولانا شمشاد [illegible]
• مفتی دلبر شاہ۔ بنیر۔ سوات
• مفتی عبدالرحمٰن لنڈی کوتل خیبر ایجنسی
• مفتی مختار اللہ دوبندی جہانگیرہ نوشہرہ
• [illegible]شاہ نواز۔ ہری پور۔

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

رجب المرجب ۱۴۱۶ھ دسمبر ۱۹۹۵ء

العصر

پشاور پاکستان

شمارہ ۱۲ جلد ۱

مجلس ادارت

- سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
- مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن

نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

ناظم: مفتی فضل خالق

فہرست مضامین

سقوط ڈھاکہ میں امریکہ کا کردار	مدیر مسئول	2
فنڈا منٹلزم کیا ہے؟	ڈاکٹر محمد فاروق خان	5
معیشت میں چائلڈ لیبر کا حصہ	مولانا ذاکر حسن نعمانی	9
دشمنان اسلام کی گہری سازش	ڈاکٹر محمد عالمگیر خان	15
حرام مال کا مصرف	مفتی غلام الرحمان	19
ایک اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا انتظار	صاحبزادہ خورشید گیلانی	26
جامعہ کا سالانہ مجلس شوریٰ	مولانا حسین احمد	31

بدل اشتراک

۷ روپے

سالانہ ۹۰ روپے

بیرون ملک: ۱۰ ڈالر

رابطہ

دفتر: ۰۵۲۱-۲۸۲۵۶۱۱

[illegible]: ۰۵۲۲۹-۶۶۱

خط و کتابت:

ماہنامہ العصر پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹

جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیل زر:

ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۶۸۸

یونائیٹڈ بنک

[illegible] روڈ پشاور صدر

پبلشر: مفتی غلام الرحمن

طابع: سرحد پریس پشاور

مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ نزد [illegible] روڈ پشاور صدر

سقوط ڈھاکہ میں امریکہ کا کردار

اخباری اطلاعات کے مطابق سعودی گزٹ میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے حوالہ سے امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر ہنسری کسنجر نے یہ اعتراف کیا ہے۔ کہ بھارت کی طرح امریکہ بھی 1971ء میں پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے اور بنگلہ دیش کے قیام کی سازش میں برابر کا شریک تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس سازش میں بھارت کے اپنے مفادات تھے۔ تاہم اسے یہ تشویش ضرور تھی کہ کہیں بنگلہ دیش کے قیام میں اس کی سرحد پر امریکہ کی پٹھو ریاست وجود میں نہ آجائے۔

سقوط ڈھاکہ یا قیام بنگلہ دیش ہمارے لئے موجودہ صدی کا وہ دلخراش واقعہ ہے جس کا صرف تصور ایک المیہ سے کم نہیں چوبیس سال بعد اس سازش میں امریکہ کی شرکت کا انکشاف ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے سے کم نہیں۔ یہ اس عیار دوست کی ریشہ دوانی ہے جو 1971ء کی جنگ میں ہمیں آوازیں دے رہا تھا۔

"قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں" اس نے ہمیں دھوکہ دینے کے لئے بحری بیڑا کی روانگی کا اعلان کیا تھا یہ الگ بات ہے کہ آج تک وہ بحری بیڑا کسی نے نہیں دیکھا۔ یہ امریکہ کے ایک ذمہ دار شخص کے حوالہ سے صرف ایک سازش کی داستان ہے۔ معلوم نہیں کن کن مواقع پر اس نے ہمیں یوں دھوکہ دیا ہوگا۔ کیونکہ مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے کوشاں رہنا ان کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔ یہ صرف ایک حقیقت تھی جو ظاہر ہوئی۔ ورنہ ان کے دلوں میں کئی ایسے واقعات سربستہ راز ہیں۔

ودوا ماعنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر

(آل عمران / 118)

یعنی مسلمانوں کی مضرت اور پریشانی ان کی زندگی کی واحد تمنا ہے بے شک ان کے منہ سے تمہاری دشمنی کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ورنہ جس قدر خباثت ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہے۔ وہ اس سے بڑھ کر ہے۔

Scanned with CamScanner

ے دوستی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی امید رکھنا بڑی بے وقوفی ہے۔ ان کے ہاں
ندگی میں مخلوق خدا کی خیر خواہی، یا ہمدردی کے نام سے کوئی حقیقت نہیں پائی جاتی۔
ی مفادات کا تحفظ ان کے ہاں دوستی کا بنیادی نکتہ ہے۔ جہاں سے امریکی مفادات
وں تو وہاں سب کچھ نچھاور کرنے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ اور جب مفادات نہ رہیں۔
ے دوستوں کو زندہ درگور کرنا ان کے نزدیک وقت کی ضرورت ہے۔ جہاد افغانستان کے
امریکہ کا رویہ پوری دنیا کے لئے عبرت ہے۔ روسی فوج کی یلغار کے مقابلے کے لئے
ستان کی ضرورت محسوس کی۔ تو ڈالروں کے سیلاب کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔
ب روس شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ اور اس میں امریکہ کے مقابلہ کی سکت باقی نہ
خریدے ہوئے ایف سولہ طیاروں پر قبضہ کے لئے پریسلر ترمیم رکاوٹ بن کر پاکستان
ب کچھ خامیاں نظر آئیں۔ یوں ہماری دی ہوئی رقم پر قبضہ جما کر اخلاقی اور قانونی
کا ارتکاب انصاف نظر آیا۔ اس لئے ہمیں براؤن ترمیم پر چراغاں کرنے کے بجائے
ظر کو دیکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کر براؤن ترمیم اس مملکت خداداد کے مزید ٹکڑے کرنے
ی خفیہ سازش نہ ہو۔ ولا فعلھا اللہ

میں اسلامی تحریک کو دبانا، بوسنیا کے مسلمانوں کی نسل کشی، ایران مخاصمت، کویت اور
کے مفادات کے تحفظ کے بہانے سے تیل کی دولت پر قبضہ کرکے عراق کو طاقت کے
تے کچلنا۔ لیبیا اور سوڈان پر دہشت گردی کے الزام میں اقتصادی پابندی لگا کر ان کا
بند کردینے کے بعد مسلمان قوم ان پر کیسے اعتماد کر سکتی ہے۔ اگر سقوط ڈھاکہ کی سازش
مریکہ شریک ہوسکتا ہے۔ تو کشمیر میں ثالثانہ کردار ادا کرنے یا عرب و اسرائیل سمجھوتہ
ن سے خیر خواہی یا مسلمانوں کے مفادات کی رعایت کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

و حدیث کی رو سے مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ ان کی خارجہ یا داخلہ پالیسی پر
و نصاری کو اثر اندازی کا موقعہ ملے۔ راز کی باتیں ہمیشہ کے لئے ان سے خفیہ رکھی
۔ یہود و نصاری کو ایسا مقام نہیں سونپا جائے گا۔ جس پر فائز ہو کر ان کو مسلمانوں کی
رازوں سے آگاہی حاصل ہو۔ چنانچہ ابن ابی حاتم کے حوالہ سے ایک دفعہ حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے عرض کیا۔ یہاں پر ایک غیر مسلم لڑکا ہے۔ جو بڑا اچھا کاتب ہے
اس کو آپ اپنا میر منشی بنالیں تو بہتر ہوگا حضرت عمر فاروقؓ نے اس کو سنکر فرمایا۔

Scanned with CamScanner

"قد اتخذت بطانة من دون المومنين"

اگر اس کو میں میر منشی مقرر کروں۔ تو یہ مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کو راز دار بنانا ہے۔
جو نص قرانی کے خلاف ہے۔ پانچویں صدی کے نامور مفسر امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کی
حالت پر روتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقد انقلبت الاحوال فی هذه الازمان باتخاذ اهل الکتاب کتبة وامناء
وتسودوا بذلک عند جهلة الاغنیاء من الولاة والامراء

آج کے دور مین ایسا انقلاب آیا کہ یہود و نصاری کو امور مملکت میں راز دار بنایا گیا ہے۔ اور
اس کے ذریعہ وہ جاہل اغنیاء وامراء پر مسلط ہو گئے ہیں۔

ہائے افسوس!! اس کو یہ کیا خبر تھی۔ کہ پندرھویں صدی کے مسلمانوں کی قسمت کے فیصلے
یہود و نصاری کے ہاتھ میں ہونگے۔ ان کی ملکی پالیسیاں وائٹ ہاؤس میں بنائی جائیگی۔ مسلمان
ملکوں کے امراء یہود و نصاری سے قرب کو اپنے اقتدار کا تحفظ اور زندگی کی بقاء کا راز سمجھیں
گے۔ کلیدی عہدوں کے تعین اور قومی مسائل کا اختیار کلنٹن کے ہاتھ میں ہو گا۔ جس سے
چند منٹ کی ملاقات کے لئے مسلمان امراء کو زر کثیر خرچ کر کے گھنٹوں بھر انتظار کرنا پڑے
گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کہیں ہمارا مذہب ہمیں تنگ نظری کا درس دیتا ہے۔ نہ بلاوجہ
غیر مسلموں سے ترک موالات اور بائیکاٹ پر ہمیں مجبور کرتا ہے۔ بلکہ دنیا میں اسلام ہی وہ
واحد مذہب ہے۔ جو دشمنوں سے حسن سلوک روا رکھنے کا درس دیتا ہے۔ ان کو مخلوق خدا
سمجھ کر ان سے ہمدردی کرنا۔ ان کے لئے خیر خواہی کا جذبہ رکھنا اور نفع رسانی کے لئے
کوشاں رہنا مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔ معاشرتی توازن کو برقرار رکھنے کے
لئے یہود و نصاری یا دوسرے غیر مسلموں سے مدارات یعنی دوستانہ برتاؤ کرنا یا معاملات یعنی
ان سے لین دین کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن یہود و نصاری کو اپنے معاملات میں اثر
اندازی کا موقعہ دینا یا خفیہ پالیسیوں پر آگاہی کا موقعہ فراہم کرنا ایک بڑے خسارہ سے کم
نہیں۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

سلام مرحمت نحفی

۷/۷/۱۶ء

Scanned with CamScanner

فنڈامنٹلزم کیا ہے؟

مقالات

ڈاکٹر محمد فاروق خان

ی عالم اسلام میں "فنڈا منٹلزم" (Fundamentalism) یا بنیاد پرستی کے متعلق ایک
بحث برپا ہے۔ کوئی گروہ بنیاد پرست ہونے سے انکار کرتا ہے اور کوئی طبقہ اس پر فخر کرتا
ے۔ جہاں مغرب اس اصطلاح کے استعمال کرنے میں کوئی اشتباہ نہیں رکھتا، وہاں امت
میں بھی اس اصطلاح کے معنی متعین نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود اسلامی سربراہ
فرنس میں بنیاد پرستی اور انتہا پسندی (Extremism) کو آپس میں خلط ملط کر دیا گیا، اور
یاد پرستی کا نام لے کر انتہا پسندی کی مذمت کی گئی۔

نکہ یہ ایک مغربی اصطلاح ہے، لہٰذا ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ مغرب کے تناظر میں بنیاد
ستی کا کھوج لگا کر، اس کے معنی متعین کریں۔ اگر انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، (britannica
Encyclopaedi) انسائیکلو پیڈیا امریکانا، (Encyclopaedia Americana) انسائیکلو
یڈیا آف ریلیجن (Encyclopaedia Of Religion) اور ایوری مینز انسائیکلو پیڈیا،
(Everyman,s Encyclopaedia) میں اس اصطلاح کے متعلق تحقیق کا جائزہ لیا
ئے، تو وہ یہ ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر میں مختلف عیسائی عقائد کے متعلق، عیسائی دنیا
ے تعلیم یافتہ افراد میں بے اطمینانی کی ایک عام لہر دوڑ گئی۔ عقیدہ تثلیث (Trinity) کسی کو
طمئن نہ کر سکتا تھا۔ نظریہ ارتقا (Theory Of Evolution) کے مطابق، انسان ایک بڑی مدت سے
مین پر آباد ہے، جب کہ بائبل کے مطابق انسان اور دوسری مخلوقات آج سے سات ہزار سال پہلے خدا
ے براہ راست حکم سے، پیدا ہوئے۔ عیسائیت کا روایتی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے مصلوب ہو کر
ساری دنیا کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس پر اہل علم کا اعتراض یہ تھا کہ ہر انسان کو اپنے
عمال کے لئے خود جواب دہ ہونا چاہیے۔ بھلا ایک پھانسی سارے لوگوں کے گناہوں کو کیسے دھو سکتی ہے۔
یہ عقیدہ بھی موجود تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں ایک ہزار سال تک ایسی حکومت
کریں گے، جس میں ہر طرف امن و سکون ہوگا۔ یہ روایت بھی ایک عام تعلیم یافتہ فرد کو عقل اور

Scanned with CamScanner

سائنس کے منافی نظر آتی تھی۔ چنانچہ بائبل کے لفظی معنوں پر اعتراضات شروع ہوگئے۔ اور ان تمام عقائد کو اپنے لغوی معنوں میں لینے کے بجائے ان کے مجازی معنی لئے جانے لگے۔

ان خیالات کے خلاف امریکی "پروٹسٹنٹ ایونیجیلیکل چرچ" (Protestanr Evangelical Church) میں "فنڈا منٹلزم" کے نام سے عقائد کی اصلاح کی ایک تحریک شروع ہوئی۔ اس جوابی رد عمل میں ہر عیسائی کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ بائبل کے ایک ایک لفظ پر ایمان رکھے۔ اس کے کسی لفظ اور کسی تفصیل پر نہ تو شک کیا جائے اور نہ اس کا تنقیدی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے۔ اگر کہیں عقل، سائنس اور بائبل میں تضاد نظر آئے، تو وہاں عقل و سائنس کی بات کو رد کر دیا جائے۔ تثلیث کا عقیدہ گناہ بخشوانے کا عقیدہ، نظریہ ارتقا کا مکمل رد، اور ہر مخلوق کے براہ راست خدائی ہاتھوں سے بنائے جانے کا عقیدہ اور ہزار سالہ حکومت یعنی مائی لینیم" (Millennium) کا عقیدہ، ان پر بلاشک و شبہ ایمان لانا ضروری قرار دے دیا گیا، اور یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو لوگ ان عقائد پر سو فیصد ایمان نہ لائیں، وہ غیر عیسائی ہیں۔ اس مقصد کے لئے بنیاد پرستوں نے 1908ء سے 1915ء تک بہت سے کتابچے تحریر کئے۔ 1925ء کے لگ بھگ جب کہ اس تحریک کی سربراہی گریشام اور ولیم جیننگ کے ہاتھوں میں تھی، ان لوگوں نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اس وقت امریکہ کی کئی ریاستوں کے سکولوں میں نظریہ ارتقا کا مطالعہ ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ جان سکوپ (John Scope) نامی ایک استاد کو نظریہ ارتقا پڑھانے کے جرم میں عدالت نے سو ڈالر جرمانہ بھی کیا۔

بہرحال، سائنس اور مذہب کی یہ کشمکش چلتی رہی، حتیٰ کہ پچاس کی دہائی میں آکر فنڈا منٹلزم کی تحریک دم توڑ گئی اور سائنس کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوگئی۔ اس کے دو نتائج نکلے ایک یہ کہ اب عیسائی دنیا میں ایک فیصد سے بھی کم لوگ بائبل کے ہر لفظ پر ایمان لانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ فنڈا منٹلزم کے معنی غیر عقلی، غیر سائنس اور متعصبانہ عقائد لئے جانے لگے۔

اب اگر اس پورے پس منظر کو اسلام اور عالم اسلام کے ماضی و حال پر منطبق کیا جائے تو ہمیں تین نمایاں فرق نظر آتے ہیں۔ پہلا فرق یہ ہے کہ اسلام میں کوئی ایسا عقیدہ ہے ہی ۔ فطرت اور سائنس کے مسلمات سے ٹکراتا ہو۔ زیادہ سے زیادہ، قصہ آدم و

ا کا ایک شائبہ یہاں تلاش کیا جاسکتا ہے، مگر نہ تو قرآن میں یہ مذکور ہے کہ وہ ساٹھ ہزار
سال قبل وجود میں آئے تھے، اور نہ اس سے ثابت شدہ ارتقائی حقائق کی تردید ہوتی ہے،
کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ زمینی ارتقا کے ایک خاص مرحلے میں اللہ نے آدم و حوا کی شکل
کی ایک باشعور مخلوق اس دنیا میں بھیج دی ہو۔ مشہور سکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ تو یہاں تک کہتے
ہیں کہ غالباً" ڈارون نے ابن مسکویہ کی "فوزالاصغر" اور "اخوان الصفا" پڑھ کر وہیں سے نظریہ
ارتقاء کا تصور لیا ہے۔ بہرحال اتنی بات ثابت شدہ ہے کہ اسلام اور سائنس میں آج تک
کوئی ٹکراؤ پیدا نہیں ہوا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ خود بائیبل کے مطابق بھی بائیبل کے ایک
ایک لفظ پر ایمان لانا ضروری نہیں، اس لئے کہ اسے بعد میں لوگوں نے اپنی یادداشتوں سے
تحریر کیا ہے لیکن اسلامی عقیدے کے مطابق قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر ایمان لانا ضروری
ہے، کیونکہ یہ براہ راست پروردگار کی طرف سے اتارا گیا۔ آج تک کسی گناہ گار سے گناہ گار
یا اعلیٰ ترین تعلیم یافتہ مسلمان نے بھی قرآن کے ایک لفظ سے انکار نہیں کیا، بلکہ جو اس کے
ایک لفظ کو غلط قرار دے، وہ خود بخود اپنے آپ کو اسلام سے باہر سمجھ لیتا ہے۔ گویا، عقیدے
کی حد تک ساری دنیا کے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں۔ تیسرا اہم فرق یہ ہے کہ مغرب میں
فنڈا منٹلزم کی تحریک ایک خالص مذہبی تحریک تھی جس کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں تھے جب
کہ آج عالم اسلام کے اندر جن تحریکوں کو بنیاد پرست قرار دیا جاتا ہے، یہ سب کی سب
سیاسی تحریک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں فنڈا منٹلسٹ تحریک کی قیادت مذہبی لوگوں
کے ہاتھ میں تھی، جب کہ عالم اسلام میں ان تحریکوں کی قیادت ڈاکٹرز، انجینئرز اور دوسرے
اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے ہاتھ میں ہے۔

اس پوری بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ "فنڈا منٹلزم" (Fundamentalism) مغرب کی گود
میں پلی بڑھی ایک اصطلاح ہے جس کے معیارات بھی مغرب کے طے کردہ ہیں۔ ہم اگر اسے
مجرد عقیدے کی پختگی کے معنی میں لیں گے، تو ہر مسلمان بنیاد پرست ہے۔ اور اگر اسے
خلاف عقل و فطرت اور خلاف سائنس ہونے کے معنی میں لیا جائے تو پھر کسی بھی مسلمان کو
بنیاد پرست نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس اصطلاح کو اپنی شناخت کے طور پر اپنا کر ہم، سراسر
گھاٹے میں رہیں گے۔ جب "فنڈا منٹلسٹ" (Fundamentalist) کا لفظ بولا جاتا ہے تو
ایک عام مغربی فرد کے ذہن میں، فوراً" عقل و فطرت اور سائنس سے دشمنی رکھنے والے اور

Scanned with CamScanner

اپنے عقائد کو بزور نافذ کرنے والے انسان کا تصور آتا ہے چونکہ ہم ایسے نہیں ہیں لہٰذا ہمیں نہ صرف یہ کہ اس اصطلاح پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس سے انکار کرنا چاہیے۔ اگر مغرب کو سمجھانے کے لئے ہمیں کوئی اصطلاح استعمال کرنی پڑے، تو ہمارے لئے "فنڈا منٹلسٹ" کے بجائے "اسلامسٹ" (Islamist) کی اصطلاح اختیار کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ اس کے معنی ہم یہ متعین کر سکتے ہیں کہ اسلام کے عقیدہ و عمل کو گہرے شعور کے ساتھ قبول کرکے، اسے اپنی زندگی میں اختیار کرنے والا اور پر امن جدوجہد اور خیر خواہی کے ذریعے سے دوسروں کو اس کی دعوت دینے والا، اس طرح ہم مغرب کو اپنی اختیار کردہ اصطلاح کے ذریعے سے اپنا پیغام پہنچا سکیں گے۔

اعلان

دسمبر ۹۵ء کو العصر کا ایک سال پورا ہو رہا ہے آئندہ سال کے لئے ادارہ موجودہ معیار میں کچھ تبدیلی کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ العصر اپنی تر و تازگی۔ رعنائی اور شادمانی سے طویل سفر خوشگواری میں طے کر سکے۔ بحیثیت قاری آپ جو تجاویز دینا چاہیں۔ براہ کرم اولین فرصت میں بھیج دیں تاکہ آپ کے بہتر مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں اپنا آئندہ سفر کی جہت متعین کر سکیں۔ آپ کے مفید مشورے بہترین تجاویز اور بے لوث جذبہ دین ادارہ ھذا کا بہترین اثاثہ ہیں۔

• ماہنامہ "العصر" پوسٹ بکس ۹۵ 12-پشاور صدر

معیشت میں چائلڈ لیبر کا حصہ اور شرعی نقطۂ نظر

مولانا ذاکر حسن نعمانی

(ام)ریکہ پوری دنیا کی سیاست معیشت ' صنعت تجارت اور میڈیا پر چھلیا ہوا ہے پوری
(...) کے مطابق چلانا چاہتا ہے ۔ اکثر ممالک اس کے زیر دست ہیں یہ بات اظہر
(...) ہے کہ ترقی یافتہ ملک وہی ہے جس کی معیشت مضبوط ہو امریکہ کی سب سے بڑی
(...) سیاست یہی ہے کہ ہر ملک کو معیشت کے لحاظ سے کمزور کر دے اس کے لئے
(...)تھ سب سے بڑا حربہ سرد جنگ ہے پوری دنیا میں اس وقت جتنے ممالک ایک
(...) ساتھ برسرپیکار ہیں ان میں امریکہ ضرور ملوث ہوتا ہے کبھی بنیاد پرستی کا الزام
(...) دہشت گرد قرار دے کر اقتصادی پابندیاں لگاتا ہے کبھی بچوں کا برائے نام ہمدرد
(...)لڈ لیبر کا مسئلہ اچھالتا ہے اپنے اس مشن کو کامیاب بنانے کے لئے سب سے پہلے
(...)اصطلاحات کا سہارا لیتا ہے ۔ ایسے الفاظ اور اصطلاحات وضع کرتا ہے جو جاذب بھی
(...)وگوں پر اس کا نفسیاتی اثر بھی ہوتا ہے کچھ سادہ لوح تو اس رو میں بہہ جاتے ہیں
(...) مغرب زدہ ' لادین اور قرآن وحدیث سے بے خبر ان کے ان پروپیگنڈوں کو اسلامی
(...)وشش کرتے ہیں ۔ اس سے ان لوگوں کا مقصد امریکی آقا کو خوش کرنا ہوتا ہے ۔
(...) یہ باور کراتے ہیں کہ اسلام جامد اور تنگ نظر نہیں بلکہ اس میں اتنی لچک ہے کہ
(...) اس میں سما سکتا ہے ۔ اسلام کے حلیے کو بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں اور اپنے تئیں خوش
(...)سلام کی خدمت کر رہے ہیں مغرب اور امریکہ کے ان پروپیگنڈوں میں ایک چائلڈ
(...)پیگنڈہ ہے انسان محنت و مزدوری کر کے کماتا ہے جس سے خود اس کا بھی فائدہ ہوتا ہے
(...)ی محنت سے ملک وقوم بلکہ اقوام عالم کو فائدہ ہوتا ہے دنیا کے ہر حصہ میں نابالغ اور
(...)ے بھی ملکی معیشت میں ممدو معاون ہیں ان کو اپنی محنت کا صلہ مل رہا ہے اور اپنی
(...)ے یا والدین کی مرضی سے مختلف پیشوں میں مشغول ہیں امریکہ نے بچوں کی اس محنت
(...) کو چائلڈ لیبر کا عنوان دیا ۔ دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ کم سن بچوں سے زبردستی
(م)زدوری کرائی جاتی ہے اور یہ بچوں پر ظلم ہے اس طرح امریکہ ان ممالک پر پابندی لگاتا
(...) وہ اشیاء جن کو بچوں نے بنایا ہے نہ خریدی جائیں ۔ اس قسم کی پابندیاں لگانے کے بعد
(...) انسانیت اور خاص کر بچوں کا ہمدرد ظاہر کرتا ہے ایک اخباری اطلاع کے مطابق امریکہ

میں سی بی ایس نے اپنے ایک ٹی وی پروگرام (EYE TO EYE) میں سیالکوٹ کے ایک نواحی علاقہ میں کسی بچے کو فٹ بال سیتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس کی وجہ سے امریکہ میں میڈیا پر غلغلہ بلند کیا کہ پاکستان میں بچوں کو مزدوری کرنے کے لئے مجبور کیا جارہا ہے حالانکہ پاکستان سب سے زیادہ فٹ بال برآمد کنندہ ہے جس کی وجہ سے کافی زر مبادلہ ملک کو ملتا ہے اسی طرح قالین بانی گھریلو صنعت ہے بعض خاندانوں کا آبائی پیشہ ہے بچے سکول بھی پڑھتے ہیں اور فارغ اوقات میں والدین کا ہاتھ بھی بٹاتے ہیں اس مد سے بھی ملک کو کافی زرمبادلہ ملتا ہے اس طرح پاکستانی برآمدات گارمنٹس قالین، سپورٹس اور سرجیکل آلات ہیں یہ ملکی برآمدات متاثر ہوں تو ملک کا سب سے بڑا خسارہ ہوگا بچوں کی ملازمت کا مسئلہ صرف پاکستان کا نہیں بلکہ دیگر ممالک بھی اس میں شامل ہیں ادارہ محنت کی رپورٹ کے مطابق صنعتی ادارہ جات میں کام کرنے والوں کی تعداد میں سے 11 فیصد ایشیا میں 17 فیصد امریکہ میں اور 26 فیصد لاطینی امریکہ میں بچوں کی شرح ہے صرف میکسیکو میں 4 ملین بچے کام کرتے ہیں بنگلہ دیش میں 50 ہزار بچے گارمنٹس فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں بھارت میں دس لاکھ بچے صرف ویونگ کی صنعت سے وابستہ ہیں۔ امریکہ میں چھٹیوں کے دوران بچے چھوٹے موٹے کام کرکے پڑھائی اور کپڑوں کے لئے رقم کماتے ہیں برطانیہ کے سٹوروں میں کم عمر لڑکیاں بطور سیلز مین کام کرتی ہیں۔

چائلڈ لیبر کی وجوہات

ان لوگوں کے خیال میں بچوں سے محنت مزدوری کرانے کی وجہ ناخواندگی، غربت، افلاس، خاندانی المیئے اور آبادی میں بڑھتا ہوا اضافہ ہے۔ اگر ان کا تدارک ہو جائے تو دنیا سے چائلڈ لیبر کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے لئے ایک حل یہ تجویز کیا گیا ہے کہ تعلیم کو خاص کر پرائمری لیول تک لازمی قرار دیا جائے جس سے خواندگی کی شرح میں اضافہ بھی ہوگا اور کارخانہ جات میں کام کرنے والے بچوں کی تعداد بھی کم ہو جائے گی۔ چائلڈ لیبر کی مذکورہ وجوہات صحیح نہیں بلکہ ان مسائل کا پیدا ہونا ہر ملک کی ناکام اور غلط پالیسی ہے ملک پر نوکر شاہی کا قبضہ ہے طبقاتی تعلیم کا رواج ہے بڑے بڑے عہدوں پر اجارہ داری ہے۔ بڑے بڑے عہدے بطور میراث خاندانوں میں منتقل ہو رہے ہیں الغرض ملک کے ہر شعبہ پر اجارہ داری بطور میراث قائم ہے جس کی وجہ سے ناخواندگی، غربت اور خاندانی المیوں جیسے المیے

Scanned with CamScanner

ہیں کیا اس کا حل یہ ہے کہ جو بچے محنت مزدوری کرتے ہیں ان پر پابندی لگا کر
لئے صرف پرائمری تک تعلیم لازمی کرنے سے یہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے یہ

اندگی

محنت مزدوری سے چھڑانے کے لئے خواندگی کی شرح میں اضافہ کی تجویز سامنے آرہی
تو یہ دیکھنا ہے کہ خواندگی کس چیز کا نام ہے کیا عصری علوم پڑھنے سے، یا صرف
تک جبری تعلیم سے بے خواندگی دور ہو جائے گی۔ عصری علوم حاصل کرنا اور پرائمری
علیم حاصل کرنے والا امریکہ اور دیگر غیر مسلموں کے نزدیک تو خواندہ ہو سکتا ہے لیکن
کے نزدیک تو صرف اعلیٰ عصری تعلیم والا بھی ناخواندہ ہے جو ڈاکٹر انجنیئر اور سائنس دان
ی ابجد تک سے ناواقف ہے وہ اسلام کے نزدیک ناخواندہ ہے ہر آدمی اسلام کی بنیادی
ضروری تعلیم حاصل کرلے تو خواندہ ہے اگر مان لیں کہ عصری علوم اور پرائمری پڑھنا
ری ہے تو پھر ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ مسئلہ صرف ناخواندگی کا ہے کیونکہ دنیا کے بہت سے
ضروری پیشے ہیں جن میں ان عصری علوم اور پرائمری کی مطلقاً" ضرورت نہیں بلکہ یہ
م حاصل کئے بغیر اپنے پیشے میں یکتائے روزگار ہوتے ہیں۔

ر پیشوں کی ضرورت

س طرح خواندگی ایک ضروری مسئلہ ہے لیکن خواندگی اسلامی ہونی چاہئے عصری علوم کے
تھ اسلام کی بنیادی اور ضروری تعلیمات کا حاصل کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ بات صرف
یا کی نہیں بلکہ آخرت کا مسئلہ بھی ہے تو مسئلہ تعلیم کے ساتھ دیگر ضروری پیشوں کا وجود
ی ضروری ہے ورنہ دنیا کا نظام بالکل ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف استعداد
ی لوگوں کو پیدا کیا ہے پھر ہر ایک کو الگ الگ شوق عطا کیا کسی کی رغبت ڈاکٹری کی طرف
ہے تو کسی کی انجنیئرنگ کی طرف کوئی سائنس دان بن رہا ہے تو کوئی استاد کوئی موٹر میکنک
بن رہا ہے کوئی خراد کا استاد، زندگی میں ڈاکٹر، انجنیئر، سائنس دان، استاد، عالم بڑھئی، سین،
ڈرائیور، کنڈیکٹر، مزدور وغیرہ کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے ان تمام ضروری پیشوں میں کام
کرنے والے ماہرین کا اگر آپ جائزہ لیں تو بالکل بچپن سے وہ پیشے میں داخل ہوئے ہیں کیا
سال کے بچے کو صبح سردی میں زبردستی اٹھا کر سکول بھیجنا چائلڈ لیبر ہے جو بچہ قرآن

Scanned with CamScanner

کرتا ہے اس کو تہجد کے وقت اٹھا کر قرآن یاد کرانا چائلڈ لیبر ہے کیا اپنے بچے کو پہلوان بنانے کے لئے بچپن ہی سے اس سے سخت قسم کی ورزشیں کرانا چائلڈ لیبر ہے کیا کسی بچے کو ملک وقوم کا محافظ بنانے کے لئے اس سے فوجی مشقیں کرانا چائلڈ لیبر ہے۔ اگر یہ چائلڈ لیبر نہیں تو ملکی معیشت کو تقویت پہنچانے کے لئے بچوں کو گارمنٹس فیکٹری اور قالین بافی کی صنعت وغیرہ میں داخل کرانا کیوں چائلڈ لیبر ہے اگر ان بچوں کو ابتداء سے ان پیشوں کی طرف متوجہ نہ کیا جائے تو موٹر میکنک قالین بافی کے ماہرین خراد کے استاد وغیرہ کہاں سے آئیں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کی تقسیم ہے کہ تمام انسانوں کو مختلف پیشوں میں لگایا۔ دنیا کی رونق اس سے ہے سب کو صرف تعلیم کی طرف متوجہ کرنا صحیح نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے مطالعہ سے تجارت، زمینداروں وغیرہ کا ذکر بھی بہت ملتا ہے بلکہ فضائل کا ذکر بھی ہے اس لئے زور صرف اس پر دیا جائے کہ ان تمام ضروری پیشوں کے حصول کے ساتھ اسلام کی بنیادی ضروری معلومات بھی آدمی حاصل کرے جو تمام مسلمانوں کا مشترکہ اثاثہ ہے اور ہر مسلمان پر ضروری اور فرض ہے۔

شرعی نقطہ نظر

کیا بچہ نوکری کر سکتا ہے جس طرح اجارہ جائز ہے اس طرح چھوٹے بڑے سے اجرت پر کام لیا جاسکتا ہے اپنی خوشی سے اجرت پر یا بلا اجرت اگر کوئی بچہ مزدوری کرے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں امام بخاری نے باب قائم کیا ہے باب من استعان عبداً" او صبیاً" بچے اور غلام سے خدمت اور مدد حاصل کرنا اس میں حضرت انس کی حدیث نقل کی ہے انس بن مالک کہتے ہیں جب حضور مدینہ تشریف لائے تو ابو طلحہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو حضور ﷺ کے پاس لے گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ انس ایک عقل مند چھوکرا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں رہے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر میں سفر اور حضر میں آپ کی خدمت کرتا رہا۔ خدا کی قسم آپ نے دس برس کی مدت میں یوں نہیں کہا کہ تو نے اس کام کو اس طرح کیوں کیا اور جس کام کو میں نے نہیں کیا تو یوں نہیں فرمایا کہ تو نے اس کام کو ایسے کیوں نہیں کیا ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں [illegible] الجیران" فبعلا کبیر مشقہ فیہ و لایخف [illegible] معلوم ہوا کہ آزاد سے اور چھوٹے [illegible]

...جاتا ہے۔
...مقام پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں باب الخدمتہ فی الغزو ای فضلھا سوا کانت من صغیر
...ک نمبر 3 یعنی غزوہ میں خدمت کرنے کا ثواب برابر ہے۔ خواہ چھوٹا بڑے کی
...کرے یا بڑا چھوٹے کی امام بخاری ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔
...خدمتہ الصغار الکبار چھوٹوں کی خدمت بڑوں کے لئے اس میں حدیث ذکر کیا ہے۔
...ل سمعت انسا" قال کنت قائما" علی الحیی اسقیھم عمومتی وانا
...صغرہم الفضیخ فقیل حرمت الخمر فقال اکفھا فکفانا نمبر 4
...رت انس کہتے ہیں چچاؤں کو شراب پلا رہا تھا میں سب میں کم عمر تھا یہ شراب کچی پکی
...کھجوروں کی تھی اتنے میں خبر آئی کہ شراب حرام ہو گئی ہے میرے چچاؤں نے کہا بچی شراب
...پھینک دو میں نے سب پھینک دی۔ امام بخاری نے اس سے ثابت کیا کہ چھوٹے بڑوں کی
...مت کر سکتے ہیں امام بخاری نے ایک اور باب قائم کیا ہے۔
...ب استخدام الیتیم فی السفر والحضر اذا کان صلاحا" نمبر 5 یتیم
...ں اگر صلاحیت ہو تو سفر اور حضر میں اس سے خدمت لے سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یتیم اس
...کہتے ہیں جو نابالغ ہو۔

...ے بچے کو کوئی پیشہ سکھانے کے لئے کوئی آدمی کسی ماہر کے حوالہ کر سکتا ہے تاکہ اس پیشہ
...ے اندر اس کا بچہ بھی ماہر ہو جائے اور آپس میں اجرت طے کرلیں فقہاء نے مثال دی ہے
...لو دفع رجل ابنه الی حائک مدة معلومته لیعلمه النسج وشرط
...احدهما علی الآخر اجرا" معلوما" جاز نمبر 7 کوئی ادمی اپنے
بیٹے کو کپڑا بننے کا کام سیکھنے کے لئے آپس میں احرت طے
کرکے جولاہے کے حوالہ کر سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دیگر
پیشوں میں بھی والدین اپنے بچے کو ماہر استاد کے ساتھ بیٹھا کر
اس فن کا ماہر بنا سکتے ہیں۔

اخلاقی ضابطہ

ایسے بچے جو مختلف پیشوں میں کام کرتے ہیں یا فن
سیکھتے ہیں ان کے لئے قانونا" اخلاقی ضابطہ ہونا چاہئے۔

Scanned with CamScanner

کیونکہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسے بچوں کے اخلاق بگڑے ہوتے ہیں پیشہ سیکھنا گناہ نہیں لیکن اس میں اخلاقی گراوٹ آجائے تو یہ گناہ ہے اس لئے اس کا تدارک بہت ضروری ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا فلیس منا نمبر 7 جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کیا اور بڑے کا حق نہ پہچانا وہ ہم میں سے نہیں امام ترمذی فرماتے۔

باب ما جاء فی رحمتہ الصبیان لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا نمبر 8 بچوں پر رحم کے بیان میں۔ جس نے بچے پر رحم نہ کیا اور بڑے کی عزت نہ کی تو ہم میں سے نہیں۔ اس طرح فیکٹریوں اور ورکشاپوں میں یتیم بچے کام کرتے ہیں ان کو کام سکھانے کے ساتھ ان کا انتہائی خیال رکھا جائے۔ تاکہ ان کی اچھی تربیت ہو کیونکہ عام طور پر یتیم کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لئے یتیم کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں۔

باب ترمذی فرماتے ہیں باب ماجاء فی رحمہ الیتیم وکفالتہ یتیم پر رحم اور اس کی کفالت کے بارے میں حدیث ذکر فرمائی ہے۔ قبض (اخذ) یتیماً من بین المسلمین الی طعامہ وشرابہ ادخلہ اللہ الجنتہ البنتہ الا ان یعمل ذنباً لا یغفر نمبر 9 جو کسی مسلمان یتیم کے کھانے پینے کا کفیل بنا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا بشرطیکہ ناقابل عفو گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ ایک اور حدیث ذکر فرمائی ہے۔ انا وکافل الیتیم کھاتین واشار باصبعیہ یعنی السبابتہ والوسطی شہادت اور بیچ کی انگلی کے اشارہ سے فرمایا کہ میں اور یتیم کا کفیل اس طرح ہوں گے۔ یعنی میرے قریب ہوگا۔

---

(1) بخاری 841/2 (2) فتح الباری 224/12

(3) فتح الباری 64/6 (4) بخاری 841/2

(5) بخاری 388/1 (6) شرح المجلہ سلیم رستم باز ص۔305

(7) ابوداؤد 328/2 (8) ترمذی 14/2

Scanned with CamScanner

دشمنانِ اسلام کی گہری سازش نے گمراہ کن تعلیم

اسلام میں تعلیم پر جس شدومد کے ساتھ زور دیا گیا ہے اس کی نظیر کوئی اور مذہب یا نہیں کر سکتا۔ تعلیم کی اس سے زیادہ اہمیت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ عزوجل نے دی میں رہبر انسانیت کو پڑھنے اور قلم سے لکھنے کی تلقین فرمائی حالانکہ ای تھے۔ نفع بخش تعلیم وہ ہوتی ہے جس کا نصب العین صرف پڑھنا لکھنا بلکہ اس کے پس پشت اصل مقصد مذہبی و انسانی اقدار کو اجاگر کرکے نونہالان و وم و ملت کا ظہور اذہان کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ صرف آدمی ہی نہ رہیں بلکہ مکمل انسان یں۔ جو کہ انتہائی مشکل کام ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اسلامی ممالک خاص کر پاکستان، بنگلہ دیش اور افریقی تعلیم عامہ میں باقی دنیا سے بہت پیچھے ہیں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے وقت شرح خواندگی 34% تھی لیکن اب حکومتی اداروں کے دعووں کے علی الرغم صرف 16% بھگ ہے۔ بدقسمتی سے یہ شرح دن بدن گھٹتی جارہی ہے۔ کیونکہ تعلیم اسلام کی وں تو ضرور ہے لیکن ہمارے اس اسلامی ملک کی کسی بھی حکومت نے اسے اپنی ترجیح یں بنایا۔ حکمران محض باتوں اور ہوائی منصوبوں سے عوام کا پیٹ بھرتے رہے ہیں اور یہی سلسلہ جاری ہے۔ عملی طور پر شجر تعلیم کی آبیاری کرنے والوں میں خلوص کی لت ہے۔ ہمارے پالیسی ساز، دانشور مفکر آرام دہ کرسیوں پر منجمد بیٹھے ہوئے ہیں کے اذہان کا افق بس سوچ تک ہے۔ عمل جیسا کوئی لفظ ان کی لغت میں موجود ہی نہیں وہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ خداوند کریم کے فرمان کے مطابق اپنا قلم استعمال کرکے محکمہ حکومت کے اولوالامر کی ضمیر کو جھنجوڑیں تاکہ وہ اپنے افسران کے بڑھتے ہوئے لشکر وچ سے میدان عمل میں بھی کچھ معرکہ آرائی کروائیں۔ اللے تللے کرنے چھوڑ دیں۔ جہالت کا سیلاب زیست پاکستان کے لئے مرگ مفاجات کا باعث بننے والا ہے۔ ضرورت بات کی ہے کہ ہمارے اہل ایمان و فکر، اولوالالباب و اولوالابصار مل جل کر ایسی تنظیمیں دیں جو کہ قریہ قریہ اور محلے محلے جاکر مسجدوں، کارنر میٹنگوں، دیہی چوگوشوں میں عوام کو جگائیں اور یہ باور کروائیں کہ تعلیم اللہ کا حکم اور ان کا بنیادی حق ہے اور

Scanned with CamScanner

حکومت وقت کا اہم ترین فریضہ۔ ان سادہ لوح لوگوں کو اپنے اس تعمیری حق کو مانگنے کا طریقہ سکھائیں انہیں اچھی طرح ذہن نشین کروائیں کہ سکول کھولنے یا احسن طریقے سے چلانے میں کسی کی اپنی مہربانی نہیں ہے بلکہ جس گاؤں میں درس و تدریس کا حکومتی سلسلہ جاری ساری نہیں ہے یہ اس کی حق تلفی ہے اور صریحا ظلم ہے۔ اس وقت تو احزاب اقتدار و اختلاف اپنی رزم آرائیوں اور بیان بازیوں سے اتنے الجھے ہوئے ہیں کہ انہیں دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی کو طاق نسیاں میں دھکیلا ہوا ہے۔ وہ تعمیری کاموں کی بجائے تخریبی منصوبوں میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہر جہت ان کا مطمع نظر ذاتی مفاد ہے۔ فلاحی کام جائیں بھاڑ میں۔

ان انتہائی پراگندہ حالات کا فائدہ اٹھا کر دشمنان اسلام و پاکستان کئی ایک غیر حکومتی تعلیمی منصوبے تشکیل دے رہے ہیں جو کہ ہمارے اسلامی تشخص کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ ان کا لائحہ عمل ایسا ہے کہ یہ اخلاقی و تہذیبی بیخ کنی ہمارے ہی مقتدر اصحاب کے ہاتھوں سے سرانجام دلائیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمارے اپنے لوگ و راہنما تباہ کن گہری سازشوں کو نہ سمجھتے ہوئے بے خبری میں ان کا آلہ کار بن رہے ہوں۔

ایسی ہی ایک تخریبی سکیم ہمارے برادر اسلامی ملک بنگلہ دیش میں 1972ء سے اپنا تخریبی جال پھیلا رہی ہے جس کو "بریک" کہتے ہیں۔ یہ خصوصی طور پر پسماندہ علاقوں کے ننگے بھوکے معصوم مسلمانوں کی ناآگہی اور ناسمجھی کا فائدہ اٹھا کر انہیں گمراہ کرنے کی ایک گہری سازش ہے اور اس وقت 35272 گاؤں میں یہ بظاہر فلاحی سکول اپنی سیاہ کاریاں آہستہ آہستہ پھیلانے میں مشغول ہیں اور ان کی تعداد دن بدن بڑھائی جا رہی ہے۔ اول تو "بریک" کا لفظی مفہوم ہی پتہ نہیں چلتا۔ نہ ہی یہ معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی فنڈنگ کہاں سے ہو رہی ہے۔ بادی النظر میں اس کے بیان شدہ مقاصد مثلاً" دیہی ترقی، غیر دستوری پرائمری تعلیم، تعلیم نسواں برائے صحت و گھریلو دستکاری وغیرہ بہت دل آویز ہیں۔

لیکن ان کی عملی تفصیل سے معاملہ کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان منصوبے کا اصل بھیانک مقصد کلمہ گوؤں میں اسلامی اقدار کو جڑ سے اکھاڑ کر ان کی تہذیب و تمدن اور ثقافت کی بیخ کنی کرنا ہے تاکہ ہماری نئی پود انسانیت کی بجائے حیوانیت و بے حیائی کی

...ہو اور ہماری خواتین کے معصوم چہروں پر شرم و حیا کی دلفریب قدرتی سرخی کی
پاؤڈر لے لے اور ان کی پاکیزہ عصمتیں داغدار ہو جائیں۔ وہ صنف نازک کی
انگر بن جائیں جو کہ مردوں کو آتش نمرود میں جھونک دیں۔ اس تعلیمی منصوبے
خانہ داری کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے۔ جس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم
ہونے والی لڑکیاں اپنے گھروں کی اندرونی حکمرانی سے دستبردار ہو جائیں اور اپنی
گی کو عذاب بنالیں۔ اس طرح ہر مسلم گھرانے میں انتشار، بے چینی اور نفرتیں پیدا
گھریلو تنازعے ازدواجی زندگی کو دوزخ بنا دیں۔

راقم الحروف "بریک" کے گمراہ کن ہونے کے ثبوت میں چند اہم نکات پیش کرنے کی
کر رہا ہے۔ تاکہ قارئین اس پر غور فرما کر ایسی تعلیم سے اپنے عوام کو ہر ممکن
سے بچائیں تاکہ دشمنان اسلام و پاکستان کو منہ کی کھانی پڑے اور ہمارا اسلامی تشخص
ہونے پائے۔ اس سکیم کے ہر سکول میں کل 33 طلباء ہوتے ہیں جن میں سے 23
اور 10 لڑکے ہوتے ہیں یعنی ہر لڑکے کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ایک لڑکی ہوتی
ایک جماعت میں 8 تا 10 سال کے نونہال ہوتے ہیں اور دوسری قسم کی کلاس میں 11 تا 14
کے تلمیذ۔ یہ وہ عمریں ہیں جبکہ ذہن نہایت اثر پذیر ہوتے ہیں انکا طہور اذہان کرکے
صالح بنایا جاسکتا ہے اور گمراہ کن تعلیم سے شست ذہن کرکے اوباش قسم کے رسوائے
بھی۔

ظاہر ہے کہ آغاز جوانی کے اس دور میں جبکہ پرکشش جنسی جذبات عروج پر ہوتے ہیں
قسم کی مخلوط تعلیم خوفناک نتائج پیدا کرسکتی ہے خاص کر جبکہ ان سٹوڈنٹس کو جنسی راز
والی شادی شدہ تجربہ کار عورتیں ہوں جو کہ عموماً" ہندو ہوتی ہوں گی کیونکہ دیہی بنگلہ
میں نویں جماعت تک پڑھی ہوئی خواتین ہندو ہی ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ ان سکولوں میں
سے زیادہ شادی شدہ عورتیں متعین ہوتی ہیں۔ یہ جنس پرور راز و نیاز کی باتیں 320
فٹ یعنی 16x20 فٹ کے چھوٹے سے کمرے میں ہوتی ہیں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس
کمرے کے کلاس روم کے ساتھ کوئی بیت الخلا نہیں ہوتا۔ حالانکہ دیہی بنگلہ دیش میں
انتظام نہایت ارزاں ہو سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ سربراہان "بریک" ارادتاً" ایسا نہ
چاہتے ہوں تاکہ جو ان لڑکے و لڑکیاں حیلوں بہانوں سے کھیتوں میں جاکر ملاقاتیں کریں

جبکہ ان کے والدین یہی سمجھتے رہیں کہ وہ سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ آپ سوچ سکتے ہیں کہ ایسی حکمت عملی کیا کیا گل کھلا سکتی ہے اساتذہ کو اپنی ڈگر پر لانے کے لئے انہیں ابتدائی، ماہانہ اور سالانہ کورس کروائے جاتے ہیں وہ بھی مخلوط ہوتے ہیں۔

اس گمراہ کن تعلیم کا سب سے نجس پہلو یہ ہے کہ اسے طلباء طالبات کے لئے پرکشش بنانے کے لئے انہیں ناچ گانے کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ خیال فرمائیے کہ 16x20 فٹ کے کمرے میں 23 لڑکیاں اور 10 لڑکے اور خود ٹیچر بھی محو رقص ہوں گے تو جوان جسموں کا لمس کون سے جذبات کو ابھارے گا۔ یقیناً" فحاشی' بے شرمی' بے حیائی اور حیوانیت کے! نوجوانوں کو اس تباہ کن ماحول میں ڈال کر پوری قوم کے اسلامی اقدار کا تہس نہس کرنا ہی اس گمراہ کن تعلیم کا اصلی ہدف ہے۔ پڑھنا لکھنا تو سموک سکرین ہے۔ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ رہبر انسانیت ؐ نے تو والد کو اپنی بیٹی کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھنا سختی سے منع فرمایا ہوا ہے۔ ان اسلامی حدود کو خاطر میں لاتے ہوئے ایسی تعلیم پورے پورے خاندانوں کو قعر مذلت میں دھکیل سکتی ہے۔ منشیات اور ہم ازم کو عام کر سکتی ہے۔ غیر شادی شدہ بچیوں کو مائیں بنا کر قیامت صغرا کا عالم پیدا کر سکتی ہے جس میں عصمت و پاکدامنی قصہ پارینہ بنکر رہ جائیں گے۔ اوباشی' بے غیرتی و جنسی جنگ و جدل معاشرے میں قانون جنگل رائج کر دیں گے۔ اگر کوئی شرفاء بچ گئے تو وہ مسجدوں کے حجروں میں دبک کر رہ جائیں گے۔

بنگلہ دیش میں اس گمراہ کن غیر حکومتی تعلیم کے جو بیج بوئے جا رہے ہیں وہ چند سالوں میں خاردار جھاڑیاں بن جائیں گی جو ہمارے مذہبی اقدار اور تہذیب و تمدن کی دھجیاں اڑا کر فضا میں بکھیر دیں گی۔ آپ نے دیکھا کہ یہ سازشیں ان لوگوں میں ہو رہی ہیں جو ہماری نام نہاد جمہوریت کے عوام ہیں جن کی ووٹوں کی گنتی سے حکومتیں تشکیل دی جاتی ہیں۔ ہماری حکومتیں چونکہ نام کی اسلامی ہیں اس لئے پہاڑی راستوں کی طرح موڑوں و نشیب و فراز سے بھری ہوئی ہیں اور نہایت سنگلاخ ہیں۔ کون جانتا ہے کہ اگلے موڑ پر کیا ہونے والا ہے اس لئے ہم کو اپنے پراگندہ حالات اور دشمنوں کی ممکنہ سازشوں سے آگہی کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ غیر حکومتی تعلیمی منصوبوں' یونیسکو اور یونی سیف (جو دشمنان اسلام سے اٹے پڑے ہوئے ہیں اور یو این او کے بچوں کے تعلیمی ادارے ہیں) کی مجوزہ سکیموں کو خوردبینی مطالعے سے پرکھنا چاہیے تاکہ ان میں کوئی گمراہ کن تعلیمی سازش مخفی نہ ہو۔ بقیہ صـ ۳۵ پر

دارالافتاء
مفتی غلام الرحمٰن

مالِ حرام کا بہترین مصرف

ایسے شخص سے ہدئیہ قبول کرنا یا اس کی دعوت میں شرکت کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے
ی کی آمدنی حرام ہو۔ آج کل معاشرہ میں حرام خوری یا غیر شرعی کاروبار اور معاملات نے
وبائی شکل اختیار کی ہے۔ جسے دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ کسی کی آمدنی سو
حلال ہو۔ معاشرہ کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے ہر ایک کی آمدنی کچھ نہ کچھ حد تک
متاثر ہوتی ہے۔ اگر یوں ہر ایک سے قطع تعلق کر کے اجتناب کیا جائے۔ پھر صحرا میں
خوری کے علاوہ اور کوئی مفید صورت نظر نہیں آتی۔ نیز اگر حرام مال سے دعوت کھانا
نہیں تو پھر فقراء اور مساکین کے لئے اس کا لینا کہاں تک جائز ہے؟ جبکہ مدارس اور
اداروں میں اگر حرام مال بطور چندہ دیا جائے۔ تو اس سے انکار نہیں کیا جاتا۔ بلکہ
دھن کو سفید کرنے کے لئے یہی راستہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ جان تب چھوٹ سکتی ہے۔
بغیر کسی ثواب کی نیت کے حرام مال خیرات کیا جائے۔ دعوت کھانے اور خیرات کرنے
کیا فرق ہے۔

بینواتوجروا

آفتاب عالم متعلم جامعہ عثمانیہ پشاور

جواب و باللہ التوفیق

حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی زبوں حالی اور بین الاقوامی تجارتی منڈیوں پر
کا غلبہ اور تسلط کی وجہ سے ہمیں ایسے دلدل میں پھنسایا گیا ہے۔ کہ اس معاشرہ میں
تے ہوئے حلال و حرام کی تمیز صرف مشکل ہی نہیں بلکہ کاروباری میدان میں دیوالیہ پن
شکار ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ حقیقت کچھ اور ہے کہ حرام مال کی کثرت کے بجائے
ڑے مال پر قناعت کرنا بڑی سنجیدگی اور ہوشیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لا یستوی الخبیث والطیب ولواعجبک کثرۃ الخبیث
فاتقوا اللہ یاولی الالباب لعلکم تفلحون۔ (المائدہ / 100)

آپ فرمادیجئے۔ کہ حرام اور حلال برابر نہیں اگرچہ تجھ کو حرام کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اے عقلمند و تاکہ تمہاری نجات ہو۔ لیکن حرام اور حلال کے درمیان فرق کو سمجھ کر حلال خوری پر اکتفا کرنے کے لئے بڑا حوصلہ درکار ہے۔ ہمارے معاشرہ کے بعض اچھے لوگ بھی سودی معاملات کے ایسے دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ جن کو ہزار خواہش کے باوجود نکلنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ کبھی کبھار دل برداشتہ ہو کر روحانی طور پر خودکشی پر اتر آتے ہیں۔ یعنی ان کو جب معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہمارے معاملات میں کچھ کمزوریاں ہیں۔ لیکن ان کا ازالہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ تو شیطان کے وسوسوں کے شکار ہو کر ایسے کاروبار شروع کر جاتے ہیں۔ جنہیں اس سے زیادہ نقصان اٹھانے کا اندشیہ ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسے وقت میں ہمیں اپنی عاجزی کمزوری اور رب العالمین کی مہربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا انداز عمل اختیار کرنا چاہئے۔ کہ حرام خوری کو قبیح جان کر اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔ کسی ایسے کاروبار اور معاملات میں قصداً وعمداً ہاتھ نہ ڈالیں جسکی اجازت شریعت مطہرہ نے نہیں دی ہو۔ اور خدانخواستہ اگر کہیں کسی ایسے غیر شرعی معاملات میں پھنس جائیں تو حوصلہ رکھکر خودکشی کے بجائے نکلنے کے لئے راہ تلاش کرنا چاہئے۔ ایسا قدم نہ اٹھائیں جسکی وجہ سے کہیں باقی زندگی متاثر ہو۔ اور یا اپنے آپ کو امتحان میں ڈالدے۔ گویا خود سودی معاملات میں پھنسنے سے اپنے آپ کو بچاتے رہے۔ اور جہاں کہیں غیر اختیاری طور پر پھنس جائے تو نکلنے کا راستہ تلاش کرے۔ جب نجات ملے تو وہ گناہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے علاوہ تلافی کرنا اپنی ذمہ داری سمجھے۔

ایسی حالت میں ہم ازروئے شرع ایسی سختی کے مکلف نہیں کہ ادنی شبہات کا سہارا لیکر گھاس خوری پر آمادہ ہوں۔ یا خلوت نشینی اور رہبانیت کو اپنا شعار بناکر مخلوق کی اصلاح سے آنکھیں بند کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمارے معاشرہ کا ہر فرد حرام خوری کے مرض میں مبتلا ہو۔ الحمدللہ اس رو بزوال معاشرہ میں بھی کئی ایسے اللہ والے ہیں۔ جو اپنے معاملات میں حد درجہ احتیاط کرتے ہیں بلاوجہ کسی مسلمان پر بدظنی کرکے اس کے مال کو حرام قرار دینا دانشمندی نہیں۔ امام غزالی "کیمیا سعادت" میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔ کسی ایسے شخص کے ہاں دعوت کھانا جائز نہیں جس کے بارے میں تمہیں یقین ہو۔ کہ اس کی تمام آمدنی حرام ہے۔ اس کے پاس حلال کا کوئی حصہ نہیں۔ ورنہ جس شخص کے اصل حال سے تم ناواقف ہو۔ بظاہر اس پر

خوری کی کوئی دلیل نہ ہو۔ یا اس کے حرام مال کے علاوہ اس کے پاس حلال مال بھی
ایسی حالت میں اس سے ہبہ قبول کرنا یا اس کے ہاں دعوت کھانے میں کوئی حرج

حرام مال سے جان چھڑانے کا طریقہ

لمان کو اپنے معاملات میں درستگی کی فکر کرنا ضروری ہے۔ اگر یکدم کسی ایسے معاملات سے چھڑانا آسان نہ ہو۔ جس میں حرام خوری یا ناجائز ذرائع آمدنی کا ظن غالب ہو۔ تو آہستہ اس کو چھوڑنا اور متبادل ذرائع آمدن تلاش کرنا اپنا مقصود سمجھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے رو کر مانگتا رہے۔ وہ دن دور نہیں۔ کہ حرام خوری کی جگہ حلال خوری کی توفیق نصیب ہوگی۔ حرام کا تعلق جہاں تک حقوق العباد سے ہو۔ تو ایسے گناہ کا توبہ کرنے سے معاف ہونا مشکل ہے۔ اس کی توبہ یہی ہے کہ کردہ گناہ پر ندامت کا احساس کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ اور آئندہ کے لئے اجتناب و احتراز کا عزم کرکے حرام مال ان لوگوں کو واپس کرے جن کے حقوق پر ڈاکہ ڈالکر قبضہ کیا ہے۔ جہاں کہیں اصل مالکان تک رسائی ممکن نہ ہو۔ تو ان کے شرعی پسماندہ ورثاء تک ان کے حقوق پہنچانے سے جان چھوٹ سکتی ہے۔ لیکن جہاں کہیں مالکان یا ان کے ورثاء تک رسائی قابل عمل نہ ہو۔ اور یا ایسے ذرائع کسب اختیار کئے گئے ہوں۔ جن میں انفرادی حقوق کی جگہ اجتماعی حقوق غصب کئے گئے ہوں۔ یا ناجائز اور غیر شرعی کاروبار کرکے ایسا مال کمایا گیا ہو۔ جس کی اجازت شریعت نے نہیں دی ہو۔ تو ایسے حرام مال کا جیسا کہ ذاتی استعمال کے لئے بروئے کار لانا منع ہے۔ ایسا ہی اس کو ثواب کی حیثیت سے خیرات کرنا بھی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یاایھاالذین امنو انفقو امن طیبت ماکسبتم و مماخرجنالکم من الارض ولاتیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الاان تغمضوافیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید (البقرہ / 267)

اے ایمان والو خرچ کرو عمدہ چیز اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا اور ردی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ تم کبھی اس کے لینے والے نہیں ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ۔ اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔

امام بخاری نے اس موضوع پر مستقل باب باندھا ہے۔ "باب لایقبل اللہ صدقۃ من غلول"

یعنی اللہ تعالیٰ حرام مال کی خیرات قبول نہیں فرماتے

فقہاء کرام لکھتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسے حرام مال کی خیرات کرکے اس میں ثواب کی نیت کی۔ جس مال کی حرمت قطعی ہو۔ اور مالک کو پتہ ہو۔ کہ میری یہ آمدنی اس ناجائز کاروبار کی آمدنی ہے۔ جسکی شریعت میں کوئی اجازت نہیں۔ اس کے باوجود اسے حرام مال میں ثواب کی نیت کرنے والے پر کفر کا خطرہ ہے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں۔

رجل دفع الی فقیر من المال الحرام شیئا یرجو بہ الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعا لہ وامن المعطی کفر اجمیعا ــــــــ قلت الدفع الی الفقیر غیر مقید بل مثلہ فیما یظہر لو بنی من الحرام بعینہ مسجدا ونحوہ مما یرجو بہ التقرب لان العلتہ رجاء الثواب فیما فیہ العقاب ولا یکون ذلک الا باعتقاد حلہ

ردالمختار علی الدرالمختار ج /282)

اس لئے ایسے حرام مال سے ذمہ داری اس وقت فارغ ہوگی۔ جب ثواب کی نیت کے بغیر یہ فقراء کو دیا جائے۔ گویا اس میں یہی ارادہ ہو۔ کہ میرا مقصد اس حرام مال کو صدقہ کرنے سے یہ ہے۔ کہ میری ذمہ داری فارغ ہو اس کے کمانے میں جس بے احتیاطی اور کمزوری کا میں نے ارتکاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے وہ معاف کرے۔ ایسی حالت میں ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ عمل بخشش کا ذریعہ ثابت ہو۔

جیسا کہ ایک شخص خود کمایا ہوا حرام مال نہیں کھا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کے ہاں کھانا کھائے یا کسی دعوت میں شریک ہو۔ جس کے بارے میں قطعی طور پر یہ معلوم ہو۔ کہ یہ کھانا یا یہ دعوت حرام مال سے کی ہوئی ہے۔

حرام مال کی دعوت کھانے اور خیرات کا فرق

لیکن واضح ہو کہ کسی شخص کے ہاں حرام مال سے کی ہوئی دعوت کا کھانا اور اس کی طرف سے فقراء کو خیرات دینے میں فرق ہے۔ چنانچہ اول الذکر صورت جائز نہیں ہے اور دوسری صورت حرام مال سے جان چھڑانے کے لئے متعین ہے۔ ان دونوں صورتوں کے درمیان فرق

ج کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ حلت وحرمت مال کی ذات میں داخل نہیں۔
مال کے اوصاف ہیں۔ اور پھر ایسے اوصاف نہیں۔ جو ناقابل انفکاک ہوں۔ بلکہ حالات
تبدیلی سے یہ صفت بھی بدلتی ہے۔
در حقیقت مال کے لئے میل اور نجاست ہے۔ جس کے ازالہ کے لئے بعض ذرائع
کار لانا مفید ہیں۔ مال کی حلت و حرمت میں بنیادی کردار ملکیت کے اسباب کا ہے۔
سبب ملکیت شرعاً مفید ملک ہو۔ اس کے ساتھ کوئی ایسی کیفیت نہیں ملی ہوئی ہو۔
سے اس پاک وصاف سبب کا تقدس مجروح ہو۔ تو وہاں پر مال حلال متصور ہوگا۔ ورنہ
سے چوری کرنے، ڈاکہ ڈالنے۔ غصب کرنے رشوت لینے یا ایسے کاروبار کے ذریعے کمانا
شرعاً مرخص نہ ہو۔ مال حرام رہے گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملکیت کی تبدیلی سے
مال یا چیز کی حقیقت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ امام بخاری نے اس حقیقت کی طرف
کرتے ہوئے باب باندھا ہے "باب اذا تحولت الصدقة" اور اما ابوداؤد بھی اس
حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مستقل ترجمہ الباب لاتے ہیں۔
کی بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ خیرات و صدقات تناول نہیں
فرماتے تھے۔ لیکن جب ایک دفعہ آپ کو ایسا گوشت پیش کیا گیا۔ جو کسی نے حضرت بریرۃؓ کو
صدقہ میں دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس کو قبول کرتے ہوئے فرمایا۔

"هو عليها صدقة وهولنا هدية"

گوشت حضرت بریرۃ کے لئے صدقہ تھا۔ لیکن اس کی طرف سے ہمارے لئے ہدیہ اور
ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملکیت کی تبدیلی سے چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے۔ فقہاء
حرام اس سے تعبیر کرتے ہیں کہ ملکیت کی تبدیلی سے مال بھی بدل سکتا ہے۔
کوئی شخص اگر کسی ایسے شخص کی مزدوری کرے۔ جس کو مزدوری میں وہ حرام مال دیدے۔
مزدور کے لئے یہ مال حلال رہے گا۔ کیونکہ اس کے لئے ملکیت کا سبب مشروع ہے ایسا ہی
مالک جب حرام مال خیرات کرے۔ تو تصدق کرنے سے وہ مال اس کی ملکیت سے نکل کر اللہ
تعالیٰ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے غریب بندہ کی ملکیت میں وہ چیز
دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ھبہ میں شیوع احناف کے نزدیک ناقابل برداشت ہے بدون
تقسیم کسی چیز کا مشترکہ طور پر چند آدمیوں کو دینا ملکیت کا فائدہ نہیں دیتا۔ اس لئے جب دو

Scanned with CamScanner

آدمیوں کو بدون تقسیم اگر کوئی چیز ھبہ کیا جائے۔ تو یہ ھبہ درست نہیں۔ لیکن اگر دو فقراء یا چند فقراء کو کوئی چیز بطور صدقہ مشترکہ طور پر دیا جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ صدقہ کی صورت میں فقراء کی ملکیت میں آنے سے قبل یہ صدقہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے۔ جسمیں شیوع نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فقراء میں یہ صدقہ تقسیم ہوتا ہے فقہ حنفی کے نامور ترجمان علی بن ابی بکر المرغینانی فرماتے ہیں۔

ان الصدقة يراد بها وجه الله تعالیٰ وهو واحد والهبته يراد بها وجه الغنی وهما اثنان

(ھدایہ 3 / 339)

چونکہ خیرات کرتے وقت مالک اور فقیر کے درمیان بالذات تعلق نہیں رہتا۔ بلکہ یہ تعلق بالواسطہ ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص اگر کسی کو ھبہ اور تحفہ دیدے۔ احناف کے نزدیک اگرچہ اس کے لئے خاص صورتوں کے علاوہ رجوع کا حق حاصل ہے۔ لیکن صدقہ میں رجوع کا حق حاصل نہیں۔ کوئی مالک کسی فقیر کو دی ہوئی خیرات کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ فقیر کو مالک نے کچھ نہیں دیا بلکہ یہ اس کو رب کائنات کی طرف سے انعام ہے۔

اس لئے جو شخص حرام مال سے جان چھڑانے کے لئے حرام مال جب فقراء و مساکین کو دیدے۔ تو یہ درحقیقت اس مالک نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق وہ مال اللہ تعالیٰ کو لوٹایا۔ جو اس نے حرام طریقہ سے کمایا تھا۔ یہی مال مالک کے پاس غلط ذرائع آمدنی سے حرام کی صفت سے متصف تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے یہ صفت زائل ہو کر ملکیت کی تبدیلی سے حرمت کی حیثیت زائل ہو کر حلت آئی۔ اس لئے جب یہی مال فقیر کے ہاتھ میں پہنچتا ہے تو حرمت کی جگہ یہ حلت کی صفت سے موصوف ہوتا ہے۔ اور جب مالک اس کی دعوت کرکے کسی کو کھلائے۔ تو دعوت کھلانے میں اس کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ مال اس کی ملک میں ہوتا ہے۔ کھانے والے کو صرف کھانے کی اجازت دیگر مالکانہ تصرفات کا اختیار حاصل نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مہمان کو میزبان کے کھانے میں یہاں تک اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ جتنا کھا سکتا ہے کھائے۔ لیکن اس میں مالکانہ تصرفات کا اختیار مالک کی اجازت کے بغیر حاصل نہیں۔ جب دعوت میں مالک کی ملکیت سے چیز نہیں نکلتی۔ تو حرام مال کی دعوت ایسی حالت میں کی جاتی ہے۔ جسمیں یہ حرمت کی صفت سے موصوف ہوتا ہے۔ جس کی وجہ

Scanned with CamScanner

ل سے دعوت کھانا جائز نہ رہا۔

ہدین فرماتے ہیں۔

لامه بخوارزم لایاکل من طعامهم ویاخذ جوائزهم فقیل له
ل تقدیم الطعام یکون اباحة والمباح یتلفه علی ملک المبیح
ن اکلا طعام الظالم والجائزة تملیک فتصرف ملک نفسه

(ردالمختار علی الدرالمختار 2 / 29)

اندازہ ہوتا ہے کہ حرام مال سے جان چھڑانے کے لئے کسی فقیر کو ھدیہ کرنے کے
لدار کو ھدیہ اور تحفہ میں دینے سے یہ حقیقت سامنے نہیں آتی۔ کیونکہ جب اور
ینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی جگہ موھوب له کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے۔
ر ھدیہ میں دینے سے مال اس صفت سے محروم رہ جاتا ہے۔ جس میں ملک کی تبدیلی
ے اس پر حلت کے آثار دکھائی دے رہے تھے تو جیسا کہ حرام مال والے کے ہاں
کھانا ممنوع ہے۔ تو مالدار کے لئے کسی ایسے شخص سے تحفہ اور ھدیہ قبول کرنا بھی جائز
جس کا مال واقعی حرام ہو۔ البتہ مدارس کے طلباء کے لئے چندہ کے نام سے قبول
میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ صدقہ ہے۔ ھذا ماعندی واللہ اعلم
صواب

غلام الرحمٰن عفی عنہ

8 / 7 / 1416ھ

ایک عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتظار

ہمارا سماج ایک طرف سے "دردزہ" کی کیفیت میں مبتلا ہے' اور کچھ نہ کچھ جنم دے گا' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بہت جلد کوئی "اتاترک" آنیوالا ہے جو پاکستان کو انارکی اور طوائف الملوکی سے نجات دلا دے گا' بعض کسی "سوئیکارنو" کے انتظار میں ہیں' جو اپنی سحرانگیز شخصیت کے ذریعے قوم کو ایک اکائی میں بدل دے گا' ایک بڑا طبقہ "خمینی" کی راہ تک رہا ہے جو بڑے بڑے گردن فرازوں کو سرنگوں کر دے گا۔

حالیہ دنوں میں اس طرح کی بات ایئر مارشل اصغر خان نے بڑی شدومد اور بڑے وثوق کے ساتھ کی ہے۔

یہ تو ثیر امر واقعہ ہے کہ ہمارا موجودہ سیاسی نظام' تہذیبی ڈھانچہ' معاشی سیٹ اپ اور مذہبی رویہ اس قابل نہیں رہا کہ انحطاط پذیر معاشرے کو یکسر بدل کر توانا اور صحت مند بنا دے' جس ملک کا ہر حکومتی ادارہ بدعنوانی' سفارش اور لاقانونیت کے بوجھ تلے دب چکا ہو' جس کا تہذیبی تانا بانا بکھر رہا ہو' جس کی پوری اقتصادیات بین الاقوامی امداد اور قرضوں کے سہارے چل رہی ہو اور جس کے مذہبی رویے میں برداشت اور رواداری روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہو اس کو موجودہ نظام کوئی سہارا نہیں دے سکتا' اب تو نئی شخصیت' نئی قیادت اور نیا نظام ہی لوگوں کا "رومانس" بن سکتا ہے۔

جہاں جنرل رینک کے لوگ اور اعلیٰ بیورو کریٹس اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھ پا رہے ہوں وہاں گھسا پٹا نظام کیا کریگا؟ اسمبلیوں کی موجودگی میں نظام حکومت آرڈیننسوں کے سہارے چلے منتخب اداروں کے ہوتے ہوئے ٹیکس اور کرنسی ڈیلیو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی سفارش بلکہ صحیح تر الفاظ میں "حکم" پر طے ہو' غیر منتخب مشیر اور فیملی فرینڈز پوری کابینہ کا بائی پاس کریں اور ملک کا چیف ایگزیکٹو منہ بھر کر عوام کے بجائے امریکہ اور فوج کو اپنا حامی اور "بیس" قرار دیتا پھرے' وہاں معمول کا سیاسی نظام گوبھی کا پھول نہیں توڑ سکتا کجا کہ خارجی جارحیت کا منہ موڑ اور داخلی فتنوں کا سر پھوڑ سکے' یہ سارے اسباب ایک بڑی تبدیلی کا پتہ دے رہے ہیں' اس صورتحال میں ہماری اجتماعی بصیرت کا امتحان ہونیوالا ہے' اس نازک مرحلے میں سب کچھ "دھڑن" بھی ہو سکتا ہے اور ہمارا مقدر بھی بن سکتا ہے'

یہ ناامیدی ہے جو ہم بے صبری سے کہ اتاترک آیا چاہتا ہے' سوئیکارنو پردہ اٹھنے کا منتظر

خمینی دہلیز پر کھڑا ہے، اگرچہ یہ نام "سمبالک" ہیں، پھر بھی یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے،
کروڑ کے اس آزاد اور خود مختار ملک اور عاقل و بالغ آبادی میں کوئی "رجل رشید"
صورتحال کو کنٹرول کر سکے۔

اس
اقتدار کو زعم ہے کہ عوام کے دلوں میں بس وہی ہی ہے اور حزب اختلاف۔ اس خمار
ہوا ہے کہ عوام اس کے اشارہ ابرو پر سب کچھ نچھاور کرنے پر تیار ہیں، اگر دونوں
درست ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ عوام کا دل پھوڑا کیوں بنا ہوا ہے کہ ذرا ٹھیس
اور وہ پھٹ پڑتا ہے، اور کسی اتاترک اور خمینی کی دہائی مچ جاتی ہے۔

بڑا معتبر نام ہے لیکن مثبت حوالہ نہیں، تبدیلی کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ رفو
بجائے قبائے خلافت ہی چاک کر دی جائے۔ عربوں سے ناراض ہو کر قرآن حکیم
متن پر پابندی لگا دی جائے آل عثمان سے نفرت کے نتیجے میں اذان بند کر دی جائے،
کا حساب چکاتے ہوئے اسلامی حجاب پر ہاتھ صاف کر دیا جائے، پین اسلامزم سے ڈر کر
نیشنلزم کو اپنا لیا جائے، پاکستان کسی "اتاترک" کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

نو نے انڈونیشیاء کو ولندیزی استعمار سے نجات دلائی لیکن جاتے جاتے ایسی فوجی آمریت
گئے کہ وہ خود اتنا عرصہ اقتدار میں نہیں رہے جتنی مدت آمریت کو ہو گئی ہے۔ لاکھوں
ے سے خطاب کا مقصد اگر عوام کے درد کا مداوا نہیں بلکہ اپنی خوبرو بیگم کو خوش کرنا ہو
لیڈر "جادوگر" ہو سکتا ہے "رفوگر" ہرگز نہیں، ان لوگوں نے بڑی تبدیلی تو برپا کی
تبدیلی نہ لا سکے۔

شیخ میخانے میں آنے کو مسلماں آیا
کاش، میخانے سے نکلے تو مسلماں نکلے

اللہ خمینی نے بلاشبہ قصر شاہی کو ایک ناپاک وجود سے پاک کیا، ایک امریکی گماشتے کا بستر
کیا، علاقے میں امریکی خیموں کی طنابیں کاٹیں، بیک وقت ماسکو اور واشنگٹن کے فیصلوں کو
کیا اور خطے میں پھیلی ہوئی استعماری آلودگی سے ماحول کو صاف کیا، مگر یہ انقلاب ابھی
امتحان میں ہے، تاریخ نظر غائر سے اس کا مطالعہ کر رہی ہے فیصلے میں کچھ وقت لگے گا،
ہے یہ کہ اس انقلاب نے ایک مرتبہ پورے ایران کا انجر پنجر ہلا کر رکھ دیا۔
میں ہم کیوں نہ کسی "عمر بن عبدالعزیز" کی راہ دیکھیں، بلکہ اس کی راہ میں

بچھائیں وہ یوں کہ نہ ملک کی سلامتی داؤ پر لگے' نہ جغرافیائی اکھاڑ پچھاڑ ہو' نہ قومیت کے
پر طوفان برپا ہو' نہ صوبائی فتنے سر اٹھائیں' اور نہ ہی امریکہ کے تیار گھوڑے
بلکہ وہ قیادت سامنے لائیں' جو قیامت پہ نظر رکھنے والی ہو اور قوم کے لئے شہادت
ہو' کوئی کہتا ہے ملکی آئین میں ایسا سقم رہ گیا ہے کہ یہاں کے حالات اصلاح پذیر نہیں
رہے کسی کی رائے ہے کہ نظام قانون بہت پیچیدہ ہے' کسی کی نظر میں جمہوریت کو پنپنے
موقع نہیں ملا' کسی کے نزدیک مسئلے کی جڑ بار بار مارشل لاء کا لگنا ہے' کوئی انتخابی نظام میں
تبدیلیوں کی بات کرتا ہے لیکن کوئی بھی یہ نہیں سوچتا کہ ہم نے لیڈر کے لئے آکسفورڈ کی
ڈگری ضروری سمجھی ہے' اس کا ارب پتی ہونا لازمی قرار دیا ہے' اس کا سردار اور وڈیرا ہونا
ناگزیر گردانا ہے' جبکہ ضرورت نگاہ بلند' سخن دلنواز اور جان پر سوز کی تھی۔

اگر یہ متاع میسر ہو تو ایک سال نہیں ایک رات میں سو سال کی بگڑی ہوئی ملوکیت خلافت
راشدہ میں بدل جاتی ہے' بد قسمتی یہ ہے کہ ہمیں "دیدہ ور" وہ ملے نہ جو نہ دید کے قابل
تھے اور نہ شنید کے راہبر وہ چنے جو خود راہ راست پر نہیں تھے' رہنما انہیں سمجھا جو
باونما تھے۔ اور خواجگی انہیں بخشی جو روش بندہ پروری سے آگاہ نہ تھے۔

سچی بات یہ ہے کہ آج پاکستان ہی کو نہیں پورے عالم اسلام کو "عمر بن عبدالعزیز" درکار ہے
عمر بن عبدالعزیز ایک فرد کا نام نہیں ایک کردار ہے اور ایک شخصیت نہیں ایک خصوصیت
ہے' ہمارے ہاں عالم یہ ہے کہ زکواۃ کمیٹی کی ممبری کے لئے بڑے بڑے طرہ طراز باکمال نظر
آتے ہیں۔ میونسپلٹی کی رکنیت کے لئے اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہتی ہے' جبکہ عمر
بن عبدالعزیز گورنر ہیں انہیں شک پڑتا ہے کہ شاید خلیفہ سلیمان انہیں اپنا جانشین نامزد کرنے والا
ہے تو بھاگ کر وزیراعظم رجاء بن حیواۃ کے پاس جاتے ہیں کہ اگر ایسی کوئی تجویز ہے تو میں
فوراً" استعفیٰ دیکر ادھر ادھر ہو جاتا ہوں تاکہ بار خلافت اٹھانے سے بچ جاؤں۔

یہاں کسی وزارت کا سیکشن افسر بننے کے لئے ہر حربہ استعمال ہوتا ہے ادھر عمر بن عبدالعزیز
وصیت کے ذریعے امیر المومنین نامزد ہو جاتے ہیں ساٹھ لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ رقبے پر
پھیلی ہوئی مملکت کی سربراہی کوئی معمولی بات نہیں مگر مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع طلب کر کے
فرماتے ہیں کہ یہ عہدہ میری اور آپ کی مرضی اور رائے کے برعکس مجھے سونپا گیا ہے میں
اس سے دستبردار ہوتا ہوں تم لوگ جسے چاہو اپنا امیر بنا لو اس کے ہاتھ پر سب سے پہلے میں

گا' لوگوں کے بہت بڑے ہجوم نے جواباً" کہا کہ آپ سے زیادہ امارت و خلافت
مستحق ہو سکتا ہے جو اس کی سرے سے خواہش نہ رکھتا ہو۔
منبر و محراب نے حسب معمول اپنے خطبوں میں آپ پر درود و سلام بھیجا
آپ نے فرمایا "یہ سلام تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر بھیجا جائے اگر میں
تو اس رحمت کی دعا سے محروم نہیں رہوں گا"
کمیٹی کے ممبر بننے پر قصبے اور پورے علاقے میں چراغاں ہوتا ہے جشن برپا ہوتا ہے'
چوکڑی ہوتی ہے اور مبارک سلامت کی گونج ہوتی ہے مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز
پریشان گھر میں پہنچے' خادمہ نے کہا' آج مبارکباد وصولنے کا دن ہے آپ اس قدر
اور حیران کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا
مجھ پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ میں ہر فرد کا بغیر اس کے مطالبے کے حق ادا کروں آج
مشرق و مغرب کے ہر یتیم و مسکین کا' اور بیوہ اور مسافر کا جوابدہ بنایا گیا ہوں پھر مجھ سے
مظلوم اور قابل رحم اور کون ہو سکتا ہے"؟
کے تیز رفتار اور مشینی دور میں دس برسوں کے اندر بے محابا اداروں اور دفتری نظام کے
اتنے فیصلے نہیں ہو پاتے جتنے اہم بنیادی اور دور رس فیصلے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے
چوبیس گھنٹوں میں صادر اور نافذ فرمائے۔
97ء میں اپنی گولڈن جوبلی منانیوالا ہے مگر زرعی اصلاحات ابھی تک نہیں ہو پائیں۔
پچاس سال سے چودھری کے رحم و کرم پر ہیں' حضرت عمر بن العزیز نے ایک ہی
میں وہ تمام جاگیریں اور زمینیں ان کے اصل مالکوں (کاشتکاروں) کو واپس کر دیں جو
ملوکیت میں حکمرانوں نے اپنے اہل و عیال' عزیزوں دوستوں اور ذاتی وفاداروں کو عطاء کی
تھیں' آج کے دور کی طرح اس دور میں بھی ریاستی جبر ایک معمول تھا' انتظامی اہلکار ہر
کا حل سزا میں ڈھونڈتے تھے' آپ نے فرمایا عدل و انصاف کا ترازو نہ جھکنے دو' امن
ہو جائے گا' انتظامی افسروں نے کہلا بھیجا' "یا امیر' اگر ہم تعزیز اور تعذیب سے کام نہیں
گے تو وارداتیں بند نہیں ہوں گی" آپ نے فرمایا' صرف حکم شریعت کے مطابق مؤاخذہ
جائے "اگر حق و عدل پر عمل کرنے سے واردات نہیں رکتی تو اسے جاری رہنے دیجئے"
کا مطلب بجز اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ معاشرے میں عدل و انصاف بھی ہو اور پھر بھی

جرائم ہوں یہ ناممکن ہے، کسی بھی معاشرے میں ظلم آتا ہی اس وقت ہے جب وہاں سے عدل رخصت ہو جاتا ہے۔

آج ہم سخت مایوسی کے عالم میں چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا مرد آئے جو سب کی ٹھکائی کرے جب کہ ضرورت ایسے شخص کی ہے جو دانائی سے کام لے۔ ڈاکو کا خنجر نہیں ڈاکٹر کا نشتر درکار ہے جو صرف فاسد خون جسم سے نکال دے اور صحت مند حصوں کو اپنی جگہ پر رہنے دے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنا معیار قیادت بدلیں، قائد وہ نہیں ہوتا جو اچھی انگریزی بولے بلکہ قائد ایسا ہو جو اپنی ذات کو میزان حق میں تولے، لیڈر کا یہ مطلب نہیں کہ خوبصورت چشمہ لگائے بلکہ اس کی نگاہ میں عقابی شان ہو اور قیادت کا یہ معیار نہیں کہ دیکھ کر آدمی دنگ رہ جائے بلکہ معاشرے کا رنگ بدل جائے۔

ہم نے یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ ہماری دھرتی بانجھ ہو گئی ہے اب کوئی عادل اور حق پرست جنم نہیں لے سکتا، ہم نے یہ کیوں سمجھا ہوا ہے کہ ہارورڈ اور کیمبرج پلٹ ہی ہماری کایا پلٹ سکتا ہے ہم نے یہ کیوں طے کر رکھا ہے کہ ہم فطری قیادت کے بجائے "مِنی پولیٹڈ لیڈر شپ" ہی اپنے اوپر مسلط کئے رکھیں گے۔

امت کے سمندر کی تہ میں بے شمار موتی ہیں انہیں صرف اچھل کر کنارے پر آنے کی دیر ہے، کئی گدڑی پوش ہیں جن پر گدا ہونے کا گمان گزرتا ہے مگر وہ دراصل شاہان کج کلاہ ہیں۔ کئی ایسے فقیر سر راہ ہیں جو خودبین اور خدا آگاہ ہیں، ہم یہ آرزو بھی کریں اور اس کے لئے تیاری بھی کریں کہ خدا ہمیں وہ لیڈر نصیب کرے۔ اور ہم بھی اسے اپنا رہبر مانیں جس کے دامن پر غریبی کا پیوند تو ہو سامراج کی ذہنی غلامی کا دھبہ نہ ہو، ماتھے پر داغ سجدہ تو ہو دل پر داغ ملامت نہ ہو، چہرے پر سلوٹ تو ہو ذہن میں کوئی گرہ نہ ہو اور بے شک اس کا گھر سازو سامان سے محروم ہو مگر اس کا سینہ نور ایمان سے معمور ہو۔

جامعہ کی مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس کی روئیداد

مولانا حسین احمد

کا دن ہے اور نومبر کی 13 تاریخ صبح سے ہی جامعہ عثمانیہ میں ایک زبردست چہل پہل
ہمی ہے ہر آنکھ میں چمک اور ہر پیشانی پر نور ہے۔ آنے والے مہمانوں کے استقبال
ریاں ہو رہی ہیں۔ جامعہ کے طلباء ہوں یا منتظمین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب ہی آنے
مہمانوں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کر رہے ہیں مگر یہ آنے والے مہمان ہیں کون؟
ء؟ نہیں! ارکان اسمبلی؟ نہیں! خوانین؟ نہیں! بڑے بڑے صنعت کار؟ نہیں! سرمایہ
؟ نہیں! لمبی لمبی کاروں والے؟ نہیں!

! آنے والے یہ معزز مہمان جامعہ عثمانیہ کی مجلس شوریٰ کے ارکان ہیں۔ آج مجلس
ریٰ کا اجلاس ہے۔ اللہ کے یہ نیک بندے صوبے کے دور دراز حصوں اور اندرون شہر
تشریف لا رہے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کے دین کی محبت ہے۔ عظمت ہے وہ یہ جذبہ
تڑپ رکھتے ہیں کہ دنیا میں کفر اور شیطانی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے علوم نبویہ سے
سپاہی اور رجال کار پیدا کئے جائیں۔ آج ان کے یہاں جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ
روبرو کر بیٹھیں اور آپس میں مشورہ کریں کہ قرآن و حدیث کی اشاعت اور دین متین کا
چار کرنے والے مدارس میں سے ایک مدرسہ جامعہ عثمانیہ کی ترقی کے لئے کیا کچھ کیا جا سکتا
ہے۔ دس بجے دن اجلاس کا وقت مقرر ہے معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ صبح پونے نو بجے ہی
شروع ہوگیا ہے۔ آنے والوں میں مختلف عمروں اور مختلف طبقوں کے لوگ ہیں۔ موٹے
شیشوں کے چشمے لگائے عصاء ہاتھ میں لئے اس کے سہارے چلنے والے سفید ریش بزرگ
بھی ہیں۔ اور جوان رعنا بھی علماء کرام بھی ہیں۔ اور جدید تعلیم یافتہ حضرات بھی، گوشہ
عافیت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے والے بندگان خدا بھی ہیں اور بازار کے ہنگاموں میں کسب
حلال کا فریضہ انجام دینے والے حضرات بھی یہ حضرات اپنی مصروفیات چھوڑ، اپنا کاروبار چھوڑ
کر سفر کی مشقت برداشت کرکے تشریف لائے ہیں ان کو نہ ٹی اے۔ ڈی اے ملتا ہے نہ ہی
یہاں ان کو کوئی دوسری دنیاوی منفعت ملتی ہے۔ ان کے علاقے مختلف ان کی عمریں مختلف
ان کے مشاغل مختلف، مگر یہاں جمع ہونے کا مقصد ایک اور نیک ہے کہ اس بات پر غور و فکر
کیا جائے کہ اللہ کا دین کیسے سربلند ہو یہ صرف اللہ کے رضا کے طالب ہیں۔ اے اللہ تو ان

سے راضی ہو۔ این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد ساڑھے دس بجے جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ کے مہتمم قاری عمر علی صاحب کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مولانا حکیم لطف الرحمن صاحب صدارت فرما رہے تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد الحاج مولانا غیاث الانام صاحب نے جامعہ عثمانیہ کے بارے میں اپنا منظوم کلام پیش کیا جس سے حاضرین محظوظ ہوئے۔ اور یقیناً" ان کے جذبات کو ایک نئی قوت بھی ملی ہوگی۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ و ناظم مالیات مولانا مفتی عبدالولی صاحب نے مالیات کے نظام ' آمدن کے ذرائع خرچ کی مدات اور مختلف رجسٹروں میں آمدو خرچ کے اندراجات کی تفصیل پیش کی۔ بعد ازاں راقم الحروف نے جامعہ کے تعلیمی نظام ' نصاب تعلیم ' طریقہ تدریس میں جامعہ کی جدت نظام امتحانات ' دارالاقامہ کی نگرانی ے نظام نیز طلباء کی اچھی تربیت کے لئے کی جانے والی مساعی سے تفصیل کے ساتھ ارکان شوریٰ کو آگاہ کیا۔

جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی غلام الرحمن مدظلہ العالی نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ارکان شوریٰ کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اختتام پذیر ہونے والے تعلیمی سال میں گذشتہ سال شوریٰ کے اجلاس کے فیصلوں کے مطابق کئے گئے اقدامات ان کے نتائج و آثار آمدو خرچ کی تفصیلات ' آئندہ تعلیمی سال کے لئے تعلیمی و تعمیری شعبوں کی ترقی کے بارے میں اپنے عزائم ' ان کے لئے وضع کئے جانے والے لائحہ عمل اور مختلف تجاویز نیز آئندہ سال کے لئے تخمینی بجٹ پر تقریباً" ڈیڑھ گھنٹے تک مفصل تقریر فرمائی۔ حضرت مہتمم صاحب کے علاوہ مولانا حکیم لطف الرحمان صاحب ' ڈاکٹر میاں سید سعید اللہ جان صاحب ' الحاج مولانا غیاث الانام صاحب ' اور مولانا قاری محمد عمر علی صاحب نے اپنے زرین خیالات کا اظہار فرمایا ان کے علاوہ دوسرے ارکان شوریٰ نے بھی تجاویز پیش کیں۔ بغیر وقفہ کے پونے چار گھنٹے تک جاری رہنے والے اس طویل اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سرپرست اعلیٰ کی تقرری:۔

دینی اداروں میں یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ اور یہ ہے بھی ضروری کہ دینی ادارے کا کوئی سرپرست ہو جو تقویٰ ' للہیت ' خدا ترسی ' دور اندیشی ' قوت فیصلہ ' اور اعتماد جیسی صفات کی حامل شخصیت ہو جس کی طرف بوقت ضرورت اہم امور کے سلسلے رجوع کیا جاسکے اور ان کی

Scanned with CamScanner

اور رہنمائی میں ادارے کا انتظام چلایا جاسکے۔ جامعہ عثمانیہ کے منتظمین و مخلصین کو بھی
اول ے ایسی ہی شخصیت کی تلاش تھی چنانچہ اس اجلاس میں یہ اہم فیصلہ ہوا۔ اور
مہتمم صاحب کی تجویز پر مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر حضرت مولانا حکیم لطف الرحمن
کو جامعہ کا سرپرست اعلیٰ مقرر کیا۔ موصوف پہلے ہی سے جامعہ کے رکن مجلس شوریٰ
سرپرستی فرماتے رہے ہیں اب تو ان پر باقاعدہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ ہمیں امید
اب وہ جامعہ کو مزید اپنی توجہات سے نوازیں گے اور ان کی سرپرستی میں جامعہ انشاء
مزید ترقی کریگا۔

ایک درجہ کا اضافہ

میں اب تک پانچ درجے پڑھائے جاتے رہے ہیں۔ اعدادیہ، متوسطہ ثانویہ عامہ سال
ثانویہ عامہ سال دوم اور ثانویہ خاصہ سال اول جامعہ کے تعلیمی اور تعمیری شعبوں میں
احتیاط کے ساتھ اگلا قدم اٹھایا جاتا ہے اور اس سے پہلے طویل غوروخوض کر کے اس
تمام پہلوؤں پر نظر رکھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے سال جامعہ میں طلباء کے اصرار
باوجود درجہ رابعہ کا اجرا نہیں کیا گیا۔ امسال ارکان شوریٰ نے اس کی ضرورت محسوس
اور فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال جامعہ میں ثانویہ خاصہ سال دوم (درجہ رابعہ) بھی پڑھایا جائے

طلباء کی تعداد

درجے کے اضافہ سے طلباء کی تعداد میں اضافہ ناگزیز تھا۔ مگر جگہ کی قلت اور دوسرے
ئل کی کمی کی بناء پر صرف دس طلباء کے اضافے کا فیصلہ ہوا۔ گویا آئندہ سال 80 طلباء کو
لہ دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ صرف ان طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ جو جامعہ کے اندر
ہتے ہیں۔ ایسے طلباء کو قطعاً داخلہ نہیں دیا جائے گا جو باہر رہائش رکھنا چاہتے ہوں اور
ف پڑھائی کے لئے جامعہ آئیں۔

تذہ کا اضافہ

درجے اور طلباء کے اضافے کی بناء پر استاد کا اضافہ لازمی تھا۔ فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال
ے ایک اور جید مدرس رکھا جائے گا۔ اس طرح جامعہ کے شعبہ کتب کے اساتذہ کی تعداد
ت ہو جائے گی۔

Scanned with CamScanner

5۔ تعمیر میں توسیع

جامعہ عثمانیہ کے ارباب اختیار وانتظام کو جگہ کی قلت کا احساس روز اول سے ہے۔ اسی لئے گذشتہ سال چمکنی کے قریب 24 کنال پر مشتمل وسیع قطعہ اراضی حاصل کیا گیا ہے۔ لیکن اس کی تعمیر کے لئے ابھی وسائل مہیا نہیں حال ہی میں جامعہ کی موجودہ عمارت سے متصل آٹھ مرلہ کا ایک پلاٹ محترمہ بیوہ حاجی مستقیم صاحب نے جامعہ کے لئے وقف کیا ہے۔ ارکان شوریٰ نے اس قربانی پر انکا شکریہ ادا کیا۔ اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ ارکان شوریٰ نے نئی وقف شدہ جگہ میں طلباء کی رہائش کے لئے عارضی تعمیر کی منظوری دی۔ واضح رہے کہ جامعہ عثمانیہ کا موجودہ پلاٹ بھی موصوفہ حاجیانی صاحبہ بیوہ حاجی مستقیم صاحب نے وقف کیا تھا

6۔ صوت القرآن

جامعہ عثمانیہ کے شعبہ تحفیظ القرآن کی شاخ صوت القرآن ۔۔ زئی ضلع نوشہرہ میں عرصہ چار سال سے حفظ و ناظرہ کا کام ہو رہا ہے اس کی شاندار کارکردگی ارکان شوریٰ نے اطمینان کا اظہار کیا اور اسی طرز کی ایک اور شاخ کی دوسری موزون جگہ میں کھولنے کا فیصلہ کیا شوریٰ نے اس شعبے کو منظم بنانے کے لئے ایک کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو حضرت مہتمم صاحب کے علاوہ چار افراد پر مشتمل ہوگی۔

7۔ العصر

جامعہ عثمانیہ کے ترجمان ماہنامہ 'العصر' کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ ارکان شوریٰ نے اس کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے تجاویز پر غور کیا۔ نیز حلقہ خریداران کی توسیع کے لئے مزید محنت اور عزم کا اظہار فرمایا۔

8۔ عصری علوم

ڈاکٹر میاں سید سعید اللہ جان صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ جامعہ کے طلباء کو عصری علوم سے روشناس کرانے کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مختلف تجاویز پیش کیں۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب شیخ التفسیر دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مہتمم صاحب نے تجویز کی بھرپور تائید فرمائی۔ اور اس کی ضرورت پر زور دیا۔ فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال مجلس تعلیمی چند ممتاز طلباء کو انگریزی بول چال اور لکھائی سیکھنے کے لئے منتخب

Scanned with CamScanner

گی اور انہیں اس کے لئے تیار کریگی۔ مگر اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ ان کے دوس
کا نصاب متاثر نہ ہو۔

ی منظوری

ٰوریٰ نے آئندہ سال دس طلباء کے اضافے، اور مہنگائی کو پیش نظر رکھ کر مجموعی طور
6'13'9 روپے کے تخمینی بجٹ کی منظوری دی۔

ت کا آڈٹ

معائنہ حسابات (آڈٹ کمیٹی) نے گذشتہ سال کے حسابات چیک کئے اور ان پر اطمینان کا
ر کیا۔ آخر میں دارالعلوم حقانیہ کے شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب
ی نے دعا فرمائی۔ جامعہ کی ترقی کے علاوہ مجلس شوریٰ کے رکن اور جامعہ کے مخلص
ن مولانا حکیم محمد صادق مرحوم کی مغفرت کے لئے خاص طور پر دعا ہوئی۔ اور اس طرح
یارب العالمین کی التجاؤں کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

یہ از صـ ۱۸

خیر معیشتی انحطاط پر تو شاید محنت، خلوص، ایمانداری اور لگن سے قابو پایا جاسکتا ہے
ن دشمنان اسلام کے گمراہ کن تعلیمی منصوبوں کے مہلک اثرات تو صدیوں میں بھی نہیں
ل سکیں گے۔ یاد رکھئے کہ دشمنوں کی حرکات سے بروقت متنبہ ہونا دفاعی عمل کا اہم
ین ستون ہے۔ شیطانی منصوبے گو بظاہر دلفریب، دلکش اور دل پذیر ہوتے ہیں مگر سراب
تے ہیں۔ حقیقت سے بہت دور! ان کی دلفریبیوں سے مرعوب ہونے سے بچیں۔ اپنے اندر
ذبہ ایمان اور گرمئی یوم النشور پیدا کریں۔ اپنے نظام حیات کو شمع محمدی ﷺ
ے منور کریں۔ تو دشمنان اسلام کی تمام سازشیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

فہرست مضامین

ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ پشاور
شعبان 1415ھ تا شعبان 1416ھ جلد نمبر1 جنوری 1995ء تا جنوری 1996ء

صدائے عصر (اداریہ)

ماہنامہ "العصر" کا اجراء ص-2
روزہ کے تقاضے ص-42
ایٹمی مانیٹرنگ سنٹر کے قیام کے اثرات ص-84
مسئلہ کشمیر پر امریکی ثالثی ص-124
ہندوؤں کی ایک اور درندگی ص-164
شریعت شہادت یا بغاوت ص-203
بغاوت کا صلہ ص-244
احیاء اسلام کے سرفروشوں کی بے کسی - ص-284
شیطانی ہتھیار کی کھلی نمائش - ص-325
بنیاد پرستی کی آگ ص-366

قرآنیات

تفسیر سورۃ العصر- مولانا شیر علی شاہ مدنی ص-44
قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں - آباد احمد صدیق ص-73
تفسیر سورۃ العصر- مولانا شیر علی شاہ مدنی ص-127

احادیث نبویؐ اور اسوہ حسنہ

مکی زندگی کا ایک ورق - مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص-9
نبی اکرم ﷺ بطور تاجر - ڈاکٹر لیاقت علی نیازی ص-30
سیاسی امور میں منہج نبوی ﷺ - ڈاکٹر قبلہ ایاز ص-48

Scanned with CamScanner

...ب امراض اور انکا علاج - حکیم محمد سعید 37

اسوہ حسنہ - محمد انوار خان ص-273

باپ کی عدم موجودگی میں دادا کا دائرہ اختیار: ص-381

دارالافتاء

اموال تجارت سے زکوۃ کی ادائیگی میں
مروجہ قیمت کا اعتبار ہوگا - ایضاً مفتی غلام الرحمان ص-63

قربانی کے چند مسائل - ص-104

مفاد عامہ اور مساجد - ایضاً ایضاً ص-140

گھریلو تنازعہ میں مصالحتی کمیٹی کا دائرہ اختیار - ایضاً ص-177

حالت اعتکاف میں خرید و فروخت کا حکم - ایضاً ص-211

طلاق معلق اور ایام نابالغی میں
نکاح کی شرعی حیثیت - ایضاً ص-269

طلاق کے بعد رجوع کی حقیقت اور اس کا دائرہ کار - ایضاً ص-307

زخم کی پٹی پر مسح کا مسئلہ - ایضاً ص-336

381

بزم رفتگاں

مولانا حکیم محمد صادق رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ص-38

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن رحمہ اللہ
کا سانحہ ارتحال - ص-78

مولانا عبد البر رحمہ اللہ کی شہادت اور مولانا محمد اسلم جودت رحمہ اللہ کی رحلت ص-317

مولانا محمد اشرف سلیمانی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال ص-359

فقہیات

عظمت مساجد - مولانا محمد عرفان ص-188

مسجد کے بعض احکام - ایضاً ص-133

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت مولانا ذاکر حسن ص-258

علمی و تحقیقی مقالات

فکر و اجتہاد کی اہمیت۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی
ص=9
اسلام کا نظام عدل و انصاف ۔ مولانا عبدالمجید
ص=19
نبی اور امتی کے اعمال کا موازنہ ۔ مولانا ذاکر حسن
ص=67
نیکی اور بدی کی کیفیت و کمیت مولانا ذاکر حسن
=107
اسلامی عہد کے کتب خانے محمد حفیظ اللہ پھلواری
ص=147
ہدایت کی حقیقت و مراتب ۔ ڈاکٹر محمد عمر
ص=219
ابوحیان نحوی اور انکی علمی و ادبی خدمات
مولانا مفتی عبدالولی
ص=288
اسلامی فلسفہ عدل و انصاف محمد انوار خان
ص=328

مدارس دینیہ تعلیم اور نصاب تعلیم

ابن خلدون بحیثیت ایک مفکر تعلیم۔ ابوالفتوح محمد الاوسی ص
ص=247
پیمانہ علم ۔ مولانا ذاکر حسن نعمانی
ص=376

دعوۃ و تبلیغ تصوف سلوک اور اصلاح معاشرہ

ماہ عزم و عمل۔ سید انوار بلگرامی
ص-70
وقت کی حفاظت۔ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی
ص-99
استقامت کی اہمیت و اثرات۔ مفتی غلام الرحمان
ص-112
نوابی کا نتیجہ ۔ از آپ بیتی
ص-167
محرم کے تقاضے ۔ مولانا ذاکر حسن
ص-184
خواجہ ابوسعید کا عبرت آموز واقعہ
ص-208
ماہ صفر کے تقاضے ۔ مولانا ذاکر حسن
ص-215
ربیع الثانی کے تقاضے ۔ مولانا ذاکر حسن
ص-303

بنی آدم کے نام چاند کا پیغام۔ مولانا عمر حیات ص-314
مہنگائی کے اسباب ۔ مولانا ذاکر حسن ص-340

عقائد مظاہر قدرت اور عبرت اموز واقعات

عذاب قبر میں مساوات مولانا ذاکر حسن ص-24
مشاجرات صحابہ میں اسلاف کا موقف مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی ص-87
عالم برزخ کے عبرت اموز واقعات۔ ڈاکٹر نور محمد نور ص-90
حضرت عمیر بن الحمام کی شہادت۔ مدیر مسئول ص-132
موت کے چند حیرت انگیز مناظر۔ ڈاکٹر نور محمد نور ص-134
عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام۔ ڈاکٹر محمد عمر ص-391

عالم اسلام اقوام عالم اور مغربی تہذیب

باب الاسلام پر بھا[illegible] ث[illegible] کی یلغار۔ مدیر مسئول ص-7
بڑھاپے کی [illegible]یے کی تذلیل -پروفیسر محمد سلیم 20
اسلامی شعائر پر حملہ آوری ۔ مدیر مسئول ص-55
تہذیبوں کا تصادم۔ سلطان شاہد ص-57
اسلام اور برطانوی پریس ص-207
طالبان کی شکل میں احیاء اسلام کی عظیم کوشش -مدیر مسئول ص-287
اسلام کی فتح -تنویر قیصر شاہد ص-292
طالبان کی شکل میں احیاء اسلام کی عظیم کوشش قسط نمبر2۔ مدیر مسئول ص-346
یورپ اسلام کی نئی سرحد بن رہا ہے۔ علی کیانی ۔ ص-354
طالبان کی شکل احیاء اسلام کی عظیم کوشش مدیر قسط نمبر3۔ مسئول ص-369

اخبار الجامعہ

Scanned with CamScanner

جامعہ کی مجلس شوریٰ کا تیسرا سالانہ
اجلاس مولانا ذاکر حسن ص-39
نئے تعلیمی سال کے بارے میں فیصلے۔ مولانا ذاکر حسن ص-82
تیسرے تعلیمی سال کا آغاز۔ مولانا ذاکر حسن ص-122
مولانا قاری عمر خطاب صاحب۔ حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب حضرت، مولانا عبدالحلیم صاحب
کی تشریف آوری اور انجمن "حدیث الاربعاء" کا قیام
مولانا حسین احمد ص-200
مولانا لعل محمد صاحب کی تشریف آوری۔ مولانا حسن احمد ص-240
تقریب یوم سرپرستاں۔ مولانا حسین احمد ص-318
حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی تشریف آوری اور
چھار نیم ماہی امتحانات کے نتائج مولانا حسین احمد ص-321

تعارف و تبصرہ

اسلام اور قوالی۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمان ص-201
الازھار علی کتاب الاثار۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمان ص-281
اسلام کی بنیادی تعلیمات۔ مولانا قاضی عبدالکریم ص-362
ازھار الحق (حق کی کلیاں) مولوی عبدالعزیز ص-405

Scanned with CamScanner